ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۶ر اکتوبر ۱۹۶۷ء
یکم رجب المرجب ۱۳۸۷ھ
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

اَحادیثُ الرسُول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ زَیْدِ بْنِ سَہْلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کُنَّا قُعُوْدًا بِالْاَفْنِیَةِ نَتَحَدَّثُ فِیْھَا فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَیْنَا فَقَالَ: "مَا لَکُمْ وَلِمَجَالِسِ الصُّعُدَاتِ" فَقُلْنَا: اِنَّمَا قَعَدْنَا لِغَیْرِ مَا بَاْسٍ: قَعَدْنَا نَتَذَاکَرُ وَنَتَحَدَّثُ: قَالَ: "اِمَّا لَا فَاَدُّوْا حَقَّھَا: غَضُّ الْبَصَرِ، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَحُسْنُ الْکَلَامِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوطلحہ زید بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں، کہ ہم اپنے مکان کے سامنے چبوترے پر بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہوگئے۔ اور ارشاد فرمایا، کہ تم کو کیا ہوا، راستوں پر کیوں بیٹھتے ہو تو ہم نے عرض کیا، کہ ہم کسی نقصان رسانی کی غرض سے نہیں بیٹھتے ہیں۔ صرف بات چیت اور گفتگو کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر نہیں مانتے ہو۔ تو راستوں کا حق ادا کرو، یعنی آنکھیں نیچی رکھنا۔ سلام کا جواب دینا اور اچھی بات کرنا (مسلم)

وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: کُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَہٗ مَیْمُوْنَةُ، فَاَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ وَذٰلِکَ بَعْدَ اَنْ اُمِرْنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِحْتَجِبَا مِنْہُ" فَقُلْنَا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَیْسَ ھُوَ اَعْمٰی: لَا یُبْصِرُنَا وَلَا یَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَفَعَمْیَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِہٖ!" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

حضرت ام المومنین ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی۔ اور اس وقت آپ کے پاس حضرت میمونہ رضؓ بھی تھیں۔ کہ ابن ام مکتوم (جو نابینا تھے) آئے اور یہ واقعہ اس کے بعد کا ہے، جب ہم کو پردہ کا حکم کر دیا گیا تھا (ان کو آتے دیکھ کر) نبی اکرم نے فرمایا تم دونوں ان سے پردہ کرو ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا وہ نابینا آدمی نہیں۔ کہ نہ ہم کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور نہ ہم کو پہچان سکتے ہیں اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم دونوں تو نابینا نہیں ہو، اور کیا تم ان کو دیکھ نہیں رہیں۔ (امام ابو داؤد اور ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے فرمایا ہے۔ کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا یَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْاَةُ اِلٰی عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ، وَلَا یُفْضِی الرَّجُلُ اِلَی الرَّجُلِ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ، وَلَا تُفْضِی الْمَرْاَةُ اِلَی الْمَرْاَةِ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مرد عورت کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے اور نہ ہی عورت عورت کی شرمگاہ کو دیکھے اور نہ ہی دو برہنہ مرد ایک کپڑے میں جمع ہوں۔ اور نہ ہی دو برہنہ عورتیں ایک کپڑے میں جمع ہوں (کیونکہ یہ بات برائی کا ایک سبب اور ذریعہ بن سکتی ہے (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا یَخْلُوَنَّ اَحَدُکُمْ بِامْرَاَةٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی (اجنبی) عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا کوئی ذی رحم محرم ہو (بخاری و مسلم)

وَعَنْ بُرَیْدَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُرْمَةُ نِسَآءِ الْمُجَاھِدِیْنَ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ کَحُرْمَةِ اُمَّھَاتِھِمْ، مَا مِنْ رَجُلٍ مِّنَ الْقَاعِدِیْنَ یَخْلُفُ رَجُلًا مِّنَ الْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ اَھْلِہٖ فَیَخُوْنُہٗ فِیْھِمْ اِلَّا وُقِفَ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیَاْخُذُ مِنْ حَسَنَاتِہٖ مَا شَآءَ حَتّٰی یَرْضٰی، ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "مَا ظَنُّکُمْ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ جہاد کرنے والوں کی عورتوں کی آبرو (گھر پر) رہنے والوں کے لئے ایسی ہے۔ جیسا کہ ان کی ماؤں کی آبرو اگر گھر پر رہنے والا کوئی آدمی کسی جہاد کرنے والے کے بال بچوں کا اس کا پس پشت نگران ہو اور پھر خیانت کرے تو قیامت کے روز جہاد کرنے والا کھڑے ہوکر اس کے جو عمل لینے ...... چاہے گا لے لے گا۔ یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، کہ اب تمہارا کیا خیال ہے (خود سمجھ لو کہ وہ کیا کیا نیکیاں نہ لے گا)، (مسلم)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیا کریں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۳ | یکم رجب المرجب ۱۳۸۷ھ بمطابق ۶ر اکتوبر ۱۹۶۷ء | جلد ۲۲

ادارۂ تحقیقاتِ اسلامیہ یا تحریفاتِ اسلامیہ

پاکستان اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نے ایک فتوئے میں کہا ہے کہ مشینی آلات کی مدد سے ذبح کئے جانے والے جانور حلال ہیں۔ البتہ اگر جانور کو گردن کی پشت سے آہستہ آہستہ ذبح کیا جائے تو حرام ہوگا لیکن اگر تیز دھار مشینی آلے کی مدد سے جانور کی گردن کو تن سے جدا کر دیا جائے (بشرطیکہ خون بہتا رہے) تو ایسا ذبیحہ حلال ہوگا۔ نیز ہر شخص کے ہاتھ کا ذبیحہ خصوصاً اہل کتاب کا جائز ہے اور ذبح کے وقت "بسم اللہ اللہ اکبر" پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اس سلسلے میں ضروری اور واحد شرط یہ ہے کہ ذبیحہ غیراللہ کے نام پر نہ کیا جائے"

ادارہ تحقیقات اسلامیہ کا مذکورہ بالا فتویٰ جو مختلف اخبارات میں شائع ہوا ہے پڑھ جائیے اور اندازہ فرمائیے کہ اس ادارہ نے کس طرح دین حق کے مسلّمہ عقاید و نظریات کو ذبح کرنے اور دینِ خداوندی میں تحریف کرنے کی ٹھان رکھی ہے۔ اس رسوائے زمانہ ادارہ کے سربراہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن ہیں جنہوں نے غالباً اپنے استادِ ازلی اور دشمن آدمیت سے عہد کر رکھا ہے کہ اس کی ایک ایک سنت کو زندہ کریں گے اور دینِ خداوندی کی ایک ایک شق کو تحریف و ترمیم کا نشانہ بنا کر ملیا میٹ کرنا ہی ان کی زندگی کا واحد نصب العین ہوگا۔ وہ اس سے پہلے بھی زکوٰۃ اور سود کے بارے میں اپنے ملحدانہ خیالات و نظریات کا اظہار کر چکے ہیں اور نت نئے شگوفے چھوڑنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ ان کے خلاف ملک بھر کے دینی حلقوں میں شدید غم و غصہ اور نفرت کے جذبات پائے جاتے ہیں اور پاکستان کا کوئی بھی مسلمان انہیں اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتا۔ ملک کے تمام مکاتیبِ فکر کے لوگ وسیع پیمانہ پر اُن سے احتجاج کر چکے ہیں اور یہ سلسلہ ابھی تک بند نہیں ہوا لیکن پھر بھی وہ اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آئے اور نہ ہی حکومت نے ان کے خلاف کوئی نوٹس لیا ہے جس سے عوام کے دلوں میں بدگمانی پیدا ہو رہی ہے۔

ہم اس سے قبل بھی اپنی معزز و مؤقر حکومت سے مطالبہ کر چکے ہیں کہ وہ ایک ایسے شخص کو جو اسلام کی روح سے قطعی ناواقف ہے اور اسلامی عقائد و نظریات کو تختۂ مشق بنانا اور مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنا جس کا وطیرہ بن چکا ہے فی الفور اسلامی مشاورتی کونسل کی رکنیت اور ادارۂ تحقیقات اسلامیہ کی ڈائرکٹر شپ سے سبکدوش کر کے اس ملک میں مظلوم و لاوارث اسلام اور مسلمانوں پر رحم فرمائے۔ آخر یہ کیا اُپج ہے کہ اس شخص کو جسے اسلام کی بنیادی باتوں کا بھی علم نہیں اور جو دین سے جاہل محض ہے اسلامی مشاورتی کونسل کا رکن اور ادارۂ تحقیقات اسلامیہ کا سربراہ رہنے دیا جائے۔

ہر مسلمان کا یہ پختہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اسلام کے ایک ادنیٰ حکم کو بھی تبدیل نہیں کر سکتی اور جو شخص عقائد و احکامِ اسلامی میں ذرہ برابر کمی بیشی کرے دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ لیکن ادارۂ تحقیقاتِ اسلامیہ نے معلوم ہوتا ہے کہ دین کے ہر حکم کو تبدیل کرنے کی قسم اٹھا رکھی ہے اور اس کے کارپردازان دین میں تحریفات کا دروازہ کھول رہے ہیں چنانچہ ادارہ کا ذبیحہ کے متعلق تازہ فتویٰ بھی تحریفِ دین ہی کی ایک کڑی اور قرآن و حدیث کی صریح اور واضح مخالفت ہے —— قرآنِ حکیم کے پارہ چھ رکوع پانچ میں صاف طور پر یہ حکمِ خداوندی موجود ہے کہ جانور کو "بسم اللہ" پڑھے بغیر ذبح نہیں کیا جا سکتا۔ مگر ادارہ نے قرآن عزیز کی صریح نص کے خلاف مذکورہ بالا فتویٰ جاری کر دیا ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ادارۂ تحقیقات اسلامیہ تحریفِ دین پر ادھار کھائے بیٹھا ہے اور نصوصِ قرآن و حدیث کو بدلنے پر تلا ہوا ہے جسے پاکستان کے غیرت مند مسلمان ہرگز ہرگز برداشت نہیں کر سکتے

ہم اپنی حکومت سے ایک بار پھر مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامیہ کو جو درحقیقت ادارۂ تحریفاتِ اسلامیہ ہے توڑ دے اور اس کے سربراہ کو واپس میک گل یونی ورسٹی بھیج دے۔

اوقاف کا ایک مستحسن فیصلہ

صدر مملکت پاکستان کے ایماء پر چیف ایڈمنسٹریٹر محکمہ اوقاف نے اوقاف مشاورتی بورڈ کی تائید سے فیصلہ کیا ہے کہ جہری نمازوں (فجر، مغرب، عشاء) کے دوران پڑھی جانے والی آیاتِ قرآنی کا ترجمہ نماز سے قبل یا بعد نماز کیا جائے۔ اس فیصلہ کی اشاعت سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی تھی کہ شاید آیات کا ترجمہ دورانِ نماز ہی کیا جائے گا۔ محکمہ اوقاف نے اس کی وضاحت ضروری سمجھی ہے اور لوگوں کی غلط فہمی کو قطعاً دُور کر دیا ہے۔ نمازوں میں پڑھی جانے والی

(باقی ص۶ پر)

۱۶ر جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ بمطابق ۲۱ر ستمبر ۱۹۶۷ء

اللہ تعالیٰ کی رضا میں فنا ہونے سے انسان کامل ہوتا ہے

از جانشین شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی
مرتبہ: خالد سلیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا احسان و فضل ہے۔ کہ اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔ ذکر و عبادت کرنے پر ہمیں غرور نہیں کرنا چاہئے۔ اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ حضرتؒ مجلس ذکر کے بعد اصلاح حال کے لئے کچھ نہ کچھ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ حضرتؒ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

اگر بیج شیشی یا بوتل میں رکھ چھوڑیں تو وہ یا تو ویسے ہی رہے گا یا پڑا پڑا خراب ہو جائے گا لیکن اگر اسی بیج کو زمین میں بو دیا جائے۔ تو اس میں سے ایک ہرا بھرا پودا نکل آئے گا۔ ایک آم کی گٹھلی جب زمین میں اپنی ہستی کو فنا کر دیتی ہے تو وہ درخت بن کر ہر سال ہزاروں آم دیتی ہے۔ اسی طرح انسان کمال تک اس وقت تک نہیں پہنچتا جب تک وہ اپنے آپ کو اللہ کی رضا میں فنا نہیں کر دیتا۔ اہل اللہ اور بزرگان دین کے حالات پڑھ کر دیکھیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے جو کچھ پایا۔ سب اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری میں پایا۔ اپنی خواہشات کو پس پشت ڈال کر اللہ کی رضا حاصل کرنے میں پایا۔ اس لئے ہم سب کو چاہئے کہ آئندہ ہر قدم اٹھانے سے پہلے سوچیں کہ آیا اس میں اللہ راضی ہے یا نہیں۔ اگر اس میں اللہ کی رضا اور خوشنودی ہو تو بے کھٹکے کام کریں۔ اگر اس میں اللہ کی ناراضگی ہے تو اس کے قریب ہرگز نہ جائیں اور اگر کسی وقت غلطی ہو جائے تو فوراً توبہ کریں۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ شیطان توبہ کرنے سے روکتا ہے۔ دل میں خیال ڈالتا ہے کہ توبہ اس وقت کرنی چاہئے جب گناہ چھوٹتا ہو۔ اور اس توبہ کا کیا فائدہ کہ اس کے بعد پھر گناہ ہو جائے۔ شیطان اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور رکھنا چاہتا ہے۔ وہ انسان کو رحمتِ الٰہی سے ناامید بنانا چاہتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر انسان زمین سے آسمان تک کے برابر گناہ کر کے میرے در پر ہاتھ پھیلائے اور مجھ سے معافی مانگے تو میں اس کے سارے گناہ بخش دوں گا۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جب کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً کوئی نیکی کر لیا کرو۔ یہ نیکی اس گناہ کو ختم کر دے گی اس لئے ہمیں ہر وقت اور ہر حال میں اللہ کی رضا کے آگے جھکے رہنا چاہئے۔ اگر کوئی غلط قدم اٹھ جائے تو فوراً سچے دل سے معافی مانگنی چاہئے۔ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھیں۔ کثرت سے ذکر اللہ کریں۔ اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے ان کا رنگ ہم پر بھی چڑھ جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات با برکات جامع تھی۔ آفتابِ نبوتؐ کے پاس جانے سے دل کے سارے امراض دور ہو جاتے تھے، سب اندھیرے ختم ہو جاتے تھے اور دل منور ہو جاتا تھا۔ آفتاب نبوت کی شعاعیں ساری دنیا کو جگمگا رہی تھیں۔ کسی کو چراغ جلانے کی ضرورت نہیں تھی۔ جس طرح آفتاب کے غروب ہونے کے بعد سب روشنی کے لئے اپنے اپنے چراغ جلا لیتے ہیں اور جن کے پاس روشنی نہیں ہوتی تو وہ دوسروں کے پاس چلے جاتے ہیں جن کے ہاں روشنی ہوتی ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد روحانی دنیا میں اندھیرا ہو گیا تو اپنے اپنے چراغ جلانے کی ضرورت پیش آئی۔ ذکر اللہ کی نورانی مجلس منعقد کی گئی۔ جو آج تک جاری ہے۔ اللہ والوں کی صحبت میں علم کے ساتھ عمل کا رنگ چڑھ آتا ہے۔ اللہ سے دعا مانگتے رہنا چاہئے کہ شیطان کے شر سے محفوظ رکھے۔ جس طرح درخت کی ٹہنیاں پھل لگنے پر جھک جاتی ہیں۔ اسی طرح اگر ہمیں کچھ کمال حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے انعامات سے نوازیں۔ ذکر و عبادت کی توفیق ہو، تو ہمیں بجائے غرور و تکبر کے اور زیادہ تواضع اور انکساری اختیار کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اور زیادہ گڑگڑانا اور جھکنا چاہئے۔ اسی میں ہمارا فائدہ ہے۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے بڑے بڑے علماء اور صاحب تصانیف کے غرور و تکبر اور بداعمالی کی وجہ سے ایمان بھسم ہوتے دیکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے۔

۲۴ر جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۹ر ستمبر ۱۹۶۷ء

انسانیت کا پروگرام فقط قرآنِ عزیز میں ہے

(اور)

آیاتِ الٰہیہ پر عمل نہ کرنے والوں کی زندگی حیوانوں سے بھی بدتر ہوتی ہے

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

سَآءَ مَثَلاً نِ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝

(پ ۹ سورہ الاعراف آیت ۱۷۷ تا ۱۷۹)

ترجمہ: جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کی بُری مثال ہے۔ اور وہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہی راہ پاتا ہے اور جسے گمراہ کردے پس وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور ہم نے دوزخ کے لئے بہت سے جن اور آدمی پیدا کئے ہیں۔ ان کے دل ہیں کہ اُن سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ اُن سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ اُن سے سنتے نہیں وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں۔ یہی لوگ غافل ہیں۔

بزرگانِ محترم! اللہ تعالیٰ جلشانہ نے ان لوگوں کی جنہوں نے قرآنِ عزیز کو جھٹلایا مثال بیان کی ہے۔ ارشاد ہے جو لوگ اقرارِ وفاداری کو بھول جاتے ہیں ان کی بُری مثال ہے اور انہیں نقصان سے بچانے والی کوئی چیز نہیں —— پس اے لوگو! اللہ ہی سے ہدایت طلب کرو اور اس بات سے ڈرتے رہو کہ کہیں گمراہی میں ہی نہ پڑا رہنے دے۔ کیونکہ جو لوگ گمراہی میں پڑے رہیں وہی مقاصدِ حیات پر پورا نہ اترنے کی وجہ سے نقصان میں رہتے ہیں۔

اگر یہ کہیں کہ ہمارے پاس علم ہے۔ ہم سائنسدان ہیں، ہماری دھاک ہر جگہ بیٹھی ہوئی ہے، ہمارے پاس روشنی کی کیا کمی ہے۔ تو ان کو سنا دو کہ علم اور سائنس سے ضروری نہیں کہ مفید باتیں ہی سوجھیں۔ جب تک اللہ دستگیری اور راہنمائی نہ کرے علم بھی تباہی کا باعث ہے۔ جنہوں نے اللہ سے منہ موڑ لیا اور اللہ نے انہیں غلط راستے سے بچانا چھوڑ دیا وہ آج نہ مرے تو کل مریں گے۔ سوا نقصان کے ان کے پلّے کچھ نہیں پڑ سکتا۔ پھر حقیقت بھی یہی ہے کہ علم اور سائنس انسان کی نجات کے کفیل نہیں ہو سکتے۔ ان پر کسی کو مغرور نہ ہونا چاہئے۔ جو یہ سمجھتا ہے کہ میں نے اپنے علم سے سب کچھ حاصل کر لیا اب اللہ کی آیتوں کی کیا ضرورت رہی۔ اس نادان کو علم ہونا چاہئے کہ اللہ کے علم اور قوت کے مقابلے میں کسی کے علم اور قوت کی رائی کے دانے سے بھی ہزارویں حصّہ کے برابر حقیقت نہیں۔ اگر وہ چاہے تو یہ مکڑی کے جالے ایک پل میں توڑ کر رکھ سکتا ہے۔ بارہا ایسا ہوا اور اب بھی کچھ دیر نہیں لگ سکتی۔ مطلب یہ ہے کہ بہت سے پڑھے لکھے، خاصے سمجھدار، سنتے دیکھتے لوگ دنیا کی عارضی راحت اور خوشی میں اس قدر غرق ہو جاتے ہیں کہ اس کے سوا اور کچھ نہیں چاہتے حالانکہ ان کے علم و فضل کا تقاضا یہ تھا کہ وہ انسانیت میں ترقی کرتے لیکن وہ جانوروں کی طرح کھانے پینے، ہنسی، دل لگی ہی میں پھنسے رہتے ہیں۔ تاہم تمام انسان ایک ایسے نہیں۔ ان میں نیک بھی ہیں اور بد بھی اور جہنم جو تیار ہے تو ان ہی بد لوگوں کے لئے۔ یہ جہنم میں جانے والے لوگ حیوانات سے بھی بدتر ذہنیت کے لوگ ہیں۔ بظاہر اپنے ہم جنس انسانوں جیسے دل رکھتے ہیں مگر وہ ایسے دل ہیں جو عقل و شعور سے کورے ہیں۔ گو وہ لوگ بظاہر آنکھیں بھی رکھتے ہیں مگر وہ ایسی آنکھیں نہیں جو مفید اور مضر میں، بُرے اور بھلے میں اور حق و باطل میں تمیز کر سکیں۔ ان کے کان بھی ہیں مگر ایسے کان جن میں سننے کی صلاحیت نہیں —— پس ایسی مخلوق کا کیا نام رکھو گے؟ حیوان؟ نہیں نہیں یہ حیوانوں سے بھی بدتر ہیں اور ان سے بھی زیادہ

جاہل اور زیادہ بیہوش ہیں۔ کیونکہ جانور تو اپنے مالک کا کہنا مانتے ہیں۔ اس کا کھاتے ہیں تو اس کا کام بھی کرتے ہیں اور یہ ہیں کہ مالک کو پہچانتے ہی نہیں۔ عقل، آنکھ کان ہوتے ہوئے نہ اس کے احکام سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ اس طرف دیکھتے ہیں نہ اس کی سنتے ہیں۔ اگر غفلت میں سرشار مخلوق کسی کو دیکھنی ہو تو ان کو دیکھ لے۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ قرآن پر ایمان لانے اور عمل کرنے سے پہلے زندگی حیوانوں سے بھی بدتر ہوتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ نہ صرف عربوں بلکہ دنیا کی حالت اسلام سے پہلے حیوانوں سے بھی بدتر تھی لیکن جب قرآن عزیز کا پیغام آیا، اس پر لوگ ایمان لائے، اسے اپنا دستور العمل بنایا اور اسے عملی جامہ پہنایا تو اس کی برکت سے ایسا انقلاب آیا کہ خدائے وحدہٗ لاشریک کے دربار سے بھی ان کی تعریف ہونے لگی اور ارشاد ہوا:۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ۔ (سورہ آل عمران ع ۱۲ پ ۴)

ترجمہ: تم سب امتوں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ اس قرآن پر عمل کرنے والوں کو خیر امۃ اخرجت للناس کا خطاب حق تعالیٰ سبحانہٗ کی طرف سے عطا ہوا جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ امت انسانیت کی پیامبر ہے اور جتنی امتیں اصلاح خلق اللہ کے لئے دنیا میں بھیجی گئی ہیں ان میں سب سے بہتر یہ سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہے

اس امت کے محاسن

۱۔ سب امتوں سے بہتر امت ہے۔

۲۔ لوگوں کو نیکی کا حکم کرنے والے ہیں تو یہی ہیں۔

۳۔ برائی سے روکنے والے ہیں تو یہی ہیں۔

۴۔ اصلی، کھرے اور سچے ایماندار ہیں تو یہی جماعت ہے۔

برادران اسلام! ہمارا ایمان ہے کہ آج ہمارے ہاتھوں میں وہی قرآن مجید ہے جو آج سے تقریباً پونے چودہ سو سال پہلے سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں موجود تھا اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے اندر آج بھی وہ تاثیر موجود ہے جو آج سے تقریباً پونے چودہ سو سال پہلے موجود تھی اور اس پر عمل کرنے والوں کی امداد کے جو وعدے اللہ تعالیٰ نے کئے تھے آج بھی وہ وعدے اس پر عمل کرنے والوں کے لئے موجود ہیں ——— مگر ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہم کامل ایمان و یقین کے ساتھ اس پروگرام کو عملی جامہ پہنائیں، اور اس دستور العمل کو زندگی کے ہر گوشے میں جاری و ساری کر دیں۔

تاریخ عالم شاہد ہے کہ اس خدائی نظام الاوقات نے عرب بدوؤں اور دنیا کے بگڑے ہوئے لوگوں کی کایا پلٹ کی ہے اور انسانیت کے وہ وہ جوہر لوگوں میں بھرے ہیں کہ دنیا حیرت میں رہ گئی ہے اور جن لوگوں نے قرآن عزیز سے روگردانی کی ہے ان کی زندگیاں درندوں اور حیوانوں سے بھی بدتر ہیں۔ ان میں حرص وہوا خود غرضی، بے حیائی اور دیگر صفات بہیمانہ تو نظر آئیں گے انسانیت کے اوصاف دکھائی نہیں دیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس خدائی پروگرام یعنی قرآن عزیز کو عملی جامہ پہنانے اور اس کی برکت سے صحیح معنوں میں انسان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بقیہ: اداریہ

آیاتِ قرآنی کا ترجمہ نماز سے پہلے یا بعد کرنا بڑا مفید و مبارک اقدام ہے اور محکمہ اوقاف کا یہ فیصلہ انتہائی مستحسن ہے۔ اس سے ایک تو قرآن پاک کی آیات کا معنی و مطلب سمجھ میں آ جائے گا دوسرے لوگوں کے دل قرآن پاک کی طرف کھنچیں گے اور نماز کی رغبت زیادہ ہو گی تیسرے عربی زبان سے بھی انس پیدا ہو گا اور جسے عام لوگ بظاہر مشکل سمجھتے ہیں انہیں یہ زبان آسان نظر آنے لگے گی۔ سب سے بڑا فائدہ جو اس فیصلے پر عمل درآمد سے مترتب ہو گا وہ یہ ہے کہ آئمہ و خطباء ایک ہی آیات کو ہر نماز میں نہیں پڑھیں گے جس سے ایک مستقل درس قرآن کی عملی صورت ظہور میں آ جائے گی۔

ہم صدر مملکت کی اس نیک خواہش اور محکمہ اوقاف کے سربراہ کے مبارک فیصلے کی دل سے قدر کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بیش از بیش اشاعتِ اسلام کی توفیق بخشے (آمین)

پروگرام

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

۶ر اکتوبر ۱۹۶۷ء بروز جمعہ بذریعہ عوامی گاڑی شام روانگی برائے ملتان مدرسہ قاسم العلوم کے سالانہ جلسہ میں شرکت فرمائیں گے۔

۷ر اکتوبر بروز ہفتہ صبح عوامی گاڑی سے روانگی برائے نوشہرہ۔ وہاں سے بذریعہ کار اکوڑہ خٹک تشریف لے جائیں گے رات کو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے جلسہ میں شرکت فرمائیں گے۔

۸ر اکتوبر بروز اتوار بعد از نماز ظہر نوشہرہ تشریف لے جائیں گے نماز مغرب کے بعد مجلس ذکر ہو گی رات کو خیبر میل سے واپسی برائے لاہور۔

(حاجی بشیر احمد)

سالانہ جلسہ

مدرسہ اسلامیہ حنفیہ شاہ نکڈر ضلع سرگودھا کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۵، ۱۶، ۱۷ر رجب مطابق ۲۰، ۲۱، ۲۲ر اکتوبر بروز جمعہ ہفتہ اتوار ہونا قرار پایا ہے جس میں حضرت مولانا محمد علی جالندھری حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری اور دیگر علماء کرام تقاریر فرمائیں گے۔

(مولوی محمد رفیق ناظم مدرسہ ہذا)

مولانا اکرام الٰہی (بی، اے علیگ)

التنظیمُ العظیمُ

تنظیم کے لُغوی معنی ترتیب دینا، جوڑنا، منظم کرنا، متحد کرنا - اور یہاں اس سے مراد مسلمانانِ عالم بالعموم اور مسلمانانِ پاکستان بالخصوص کی شیرازہ بندی کرکے ان کو قرآن مجید کی روشنی و رہنمائی میں ایک مرکز پر جمع کرنا ہے - جہاں مجتمع ہو کر وہ اپنا رفتہ و گذشتہ مقام محبوبیت و مخدومیت 'ارتقاء و اقتداء' عزت و عظمت اور سطوت و ثروت پھر سے حاصل کر سکیں - اس وقت اس کی ضرورت کی شدت کا جس قدر کماً و کیفاً احساس و ادراک، اعتراف و اقرار اور اس کے حصول کا جس قدر اشتیاق و انتظار، عزم و اقتضا ہے - شاید گذشتہ ایک ہزار سالہ مدت میں اس کا عشرِ عشیر بھی نہ ہُوا ہو - مگر تعجب و حیرت کی انتہا ہے کہ جب اس کی ضرورت ایک عالمگیر نوعیت رکھتی ہو، اس کے حصول کے لئے تمام مفکرین و مدبرین داعی و ساعی ہوں، اس کے مشتاق سبھی خورد و کلاں اور رعایا و راعی ہوں مگر پھر بھی حاصل نہ ہو تو اس کے متعلق یہی کہا جاتے گا کہ یا تو اس کے لئے راہِ طریق ہی غلط اختیار کیا گیا ہے یا اس کی حقیقت و اصلیت ہی کا داعیان و ساعیان کو علم نہیں - اس وقت حالاتِ حاضرہ کے پیشِ نظر یہی کہا جا سکتا ہے کہ اول الذکر وجہ قرینِ عقل و قیاس ہے لہذا جی چاہا کہ یہ ناکارہ و آوارہ حسب توفیق گذشتہ و موجودہ ادوار کے پیش و پس مناظر بیان کرکے اس ضمن میں خدمتِ اسلام کے پیشِ نظر کچھ معروضات پیش کرے -

مسلمانانِ عالم کا دَورِ عروج و ارتقاء

خدا تعالٰے اور اس کے لاڈلے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ایمان لے آنے اور قرآن مجید کو اپنا لائحہ عمل بنا لینے کے بعد مسلمانانِ عالم نے دنیا کو ترقی و تہذیب کے جس زینہ پر پایا تھا اس سے کئی درجات تک بلند چڑھا دیا - ان کے بہادر، جری، صاحب عزم نوجوان تحقیق و تفتیش کے کاموں میں ہمہ تن مصروف ہو کر یا تو بنی نوع انسان کی بہتری و بہبودی کے لئے کوئی جدید صورت نکالتے تھے یا اسی کوشش اور دُھن میں نہایت فرحاں و شاداں پروانوں کی کی طرح اپنی جانِ عزیز کو مذہب و دین پر قربان کر دیتے تھے - آگ کی طرح جلتے ہوئے ریت کے سمندر، انسانی و حیوانی قلوب میں خون کو جما دینے والے برفستان، زمین کے پوشیدہ خزانوں تک پہنچنے والے تاریک و مہیب غار، فلک بوس بلند سفید پوش پہاڑ، خون آلود تلواروں کی دھوپ میں چمکتے ہوئے جوہر اور توپوں کی سامعہ شگاف اور ہیبت ناک آوازیں، غرضیکہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی تکلیف و مصیبت یا مشکل و دشواری بھی مسلمانوں کو ان کے ارادوں سے باز نہ رکھ سکتی تھی - ایک مرتبہ کسی کام کو شروع کرنے کے بعد وہ یا تو اسے ختم کرکے یا خود ختم ہو کر الگ ہوتے تھے - قلت کے باوجود کثرت سے بھڑ جانا اور ٹکرا جانا ان کے لئے مرغوب اور دلچسپ اور تفریحی مشاغل تھے اور جس قدر کسی کام میں خطرہ و خوف زیادہ ہوتے تھے اسی قدر اس کے کرنے کا شوق انہیں دامنگیر ہوتا تھا - جانباز ان کا لقب تھا اور سرفروش ان کا خطاب - عربوں کے پاس کیا تھا؟ صرف ایک اللہ تعالٰے کی کتاب - یہی ان کا سارا اندوختہ تھا اور یہی ان کا دستور العمل اسی کو بغل میں لے کر اور اپنے اندر جذب کرکے وہ اٹھے اور اس طرح اٹھے کہ دنیا میں ایک زلزلہ پیدا ہو گیا - ربع مسکون میں ایک ہلچل مچ گئی اور نظامِ عالم درہم برہم ہوتا نظر آیا - جو قوم یکسر سرتا پا نقائص تھی وہ مجسمہ محاسن بن گئی جو جاہل اور گنوار تھے وہ دنیا کے معلّم بن گئے جن کے پاس اونٹوں اور بکریوں کے سوا کوئی ثروت نہ تھی ان کے خزانے زر و جواہر سے لبریز نظر آنے لگے اور وہ زمانہ بھی آگیا کہ سیم و زر کے تمام دریاؤں کا رخ مدینہ طیبہ کی طرف پھر گیا اور سلاطین عالم اور بڑے بڑے عظیم الشان اور طاقتور شہنشاہ ان کی ہیبت سے اپنے ایوانوں اور کاشانوں میں کانپنے، لرزنے اور ڈرنے لگے - اسلام نے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتے ہی اعداء اللہ تعالٰی کی صفوں کو چیر کر، پہاڑوں کے جگر و قلوب میں شگاف کرکے، دریاؤں اور سمندروں کی طغیانیوں اور امواج کو ٹھکرا کر برق و باد کی طرح بڑھنا شروع کر دیا - سمندروں میں گھوڑے اس نے ڈال دئے، خشکی پر جہاز اس نے دوڑاتے اور برّ و بحر پر اس کے پرچم اقبال لہرانے لگے - اور یہی نہیں بلکہ زمانۂ حاضرہ کی مہتم بالشان پر شکوہ، قدیم سلطنتوں کے تخت اس نے الٹ کر رکھ دئے اور ایک صدی کے اندر اندر چار دانگ عالم میں اس کی فرمانروائی ہوگئی مسلمانوں کا اصلی، حقیقی اور سچا رہبر کامل صرف قرآن مجید تھا - کسی دوسری کتاب، دستور العمل اور نسخہ کی انہوں نے شان نہ دیکھی تھی - انہوں نے علوم و فنون کی طرف ذرا توجہ مبذول کی تو سرآمدِ روزگار بن گئے - مردہ علوم کو از سرِ نو زندہ کر دیا - فلسفہ، ہیئت، منطق، ادب، اخلاق، فقہ اور صنعت و حرفت کو اوجِ کمال تک پہنچایا - یہ اسلام ہی کے نام لیوا اور پیرو تھے جن کے نقشِ پا نے عیسائیوں کی راہبری اور رہنمائی کی - یورپ کا پہلا مدرسہ اور پہلا شفاخانہ اسلامیوں ہی کے ہاتھ سے کھلا - اور مسلمانوں ہی نے ان کو ترقی کے راستے بتلائے اسلامی آئین و اطوار سیکھ کر مسیحی مہذب انسان بنے - مسلمانوں کو نعمتوں سے لبریز خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں اور دنیا کا رزق ان کے ہاتھوں

سے بٹنے اور تقسیم ہونے لگا۔ دنیا میں مال و زر، جاہ و جلال، عزت و عظمت اور شہرت و ناموری ایک ایسا قیمتی سرمایہ ہے کہ جو عقائد و خیالات میں انقلاب عظیم برپا کرنے میں بیحد موثر و تیر بہدف ہے لیکن اسلام کے داعی کریم نے شراب توحید کے متوالوں میں ایک ایسا عقیدۂ راسخ اور ایک ایسا جذبۂ اخلاص پیدا کر دیا تھا کہ دولت و ثروت کا عملِ تسخیر بھی تابعینِ اسلام کو جادۂ حق پرستی سے متزلزل نہ کر سکتا تھا۔

موجودہ دورِ تنزل وانحطاط

مسلمان تو دنیا میں بہترین امت بنا کر بھیجے گئے تھے۔ ان کو ایک پاک کتاب دی گئی تھی جو ان کی دینی و دنیوی رفعت، برتری، فوز و فلاح، عروج و ارتقاء کی ضامن و کفیل تھی۔ اب منظر بالکل جداگانہ ہے مسلمانوں نے احکام اسلام سے منہ موڑ لیا ہے۔ ہم خدا تعالےٰ کی نافرمانی پر دلیر اور بے باک ہو گئے ہیں، ہماری اطاعت گھٹتی جاتی رہی۔ احکام شرعیہ کا احترام نہ رہا، قوانین اسلام کی علانیہ خلاف ورزی ہونے لگی، محرمات شرعیہ و ممنوعات مذہبی پر بلا روک ٹوک عمل ہونے لگا، سر بازار زنا کے اڈے قائم ہیں جن کی زیب و زینت اس قوم کی مستورات ہیں جنہوں نے اقوام عالم کو پاکیزگیٔ حیات کا نور دیا تھا۔ شراب کی دکانیں کھلی ہوئی ہیں جن کی رونق اور ترقی کا باعث اس قوم کے افراد ہیں جنہوں نے دوسری اقوام کے افراد کو تنزّل و تسفل کے گڑھے سے اٹھا کر حکمت و روحانیت کے بلند معیار پر پہنچا دیا تھا۔ آہ کیسی دلخراش حالت ہے کہ مسلمانوں میں مذہبی روایات، مذہبی جوش اور مذہبی احساس باقی نہ رہا۔ تشکیل حکومت اسلامی کا اعلان و اعلام بین الاقوامی سیاست و ریاست کا رازِ سربستہ بنا ہوا ہے مسلمانوں کے پاس اس وقت اپنی پرانی مذہبی اور قومی روایات کے تحفظ شریعت اسلامی کے احترام، اور احکام اسلامی پر عمل کرنے کے لئے اگر کوئی نسخہ ہو سکتا ہے تو صرف فداکاری کا جذبہ، جاں نثاری کا مادہ، ذوقِ عمل اور قوتِ ایمانی و بس۔ لیکن صد افسوس، نہایت شرمندگی اور رنج کے ساتھ اپنی تہی دستی اور محرومی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ ہم نے اپنے تغافل و تساہل اور سکوت و جمود سے نہایت عظیم الشان اور شہرۂ آفاق روایات کو خاک میں ملا دیا۔

ہم ہر موہوم طاقت اور غیر الٰہی قوت سے ڈرنے لگے، قربانی کے نام سے لرزنے لگے، جی چرانے لگے اور عمل کے نام سے موت آنے لگی ہمارے قلوب سے قوتِ عمل رخصت ہو گئی۔ اب ہمارا مذہب صرف کتب میں بند اور زبانوں تک محدود ہے۔ ہم جس قدر بلند تھے اس سے کہیں زیادہ اب پست ہو گئے ہیں۔ ہم دنیا کے حکمران تھے لیکن اب اس نام نہاد آزادی کے باوجود اغیار و دیگر اقوام کے محکوم و تابع ہیں۔ اگر ہمارے دماغ پر ذہنی غلامی مسلّط ہے تو دوسری طرف اجسام جبر و استبداد کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ہماری مذہبی اور قومی زندگی اغیار بالخصوص یورپ و امریکہ کی اعانت و حمایت کی محتاج ہے۔ مرضیاتِ مخلوق بالخصوص مرضیاتِ سفید فام، اقوام و پیری رخاا، مرضیاتِ خالق پر مقدم ہیں۔ مخلوق کی رضامندی اور خوشنودی کے لیئے خدا اور اس کے رسول ؐ کی ناراضی کی مطلق پرواہ نہیں۔ ہمارے اندر مذہبی جوش اور دینی احساس پیدا نہیں ہوتا۔ چونکہ شریعتِ اسلامی کے مجرموں اور قوانینِ خداوندی کی خلاف ورزی کرنے والوں کی موجودہ تہذیب و تمدن نے پشت پناہی کی ہے، مغربی تہذیب نے ان کے حوصلے بلند کئے ہیں۔ اگر کوئی اپنے مذہبی احکام کے احترام میں کسی شرابی، زانی سے آنکھیں ملاتا اور اس کی اصلاح کے درپے ہوتا ہے تو آزادیٔ مذہب کا ڈنڈا سر پر پڑتا ہے۔ اس لئے تھیٹر، سینما آباد اور پُر رونق ہیں، شراب خانے جلوتاً نہ سہی مگر خلوتاً ترقی پر ہیں۔ بے حیائی اور بے حجابی زوروں پر ہیں بلکہ تشہیرِ حسن، تخریب اخلاق اور ترغیبِ جلوت کو عام و تام کرنے کے لئے بعض خودسر و خود فروش بیگمات و خواتین تک عورت بمعنی چھپانے کی چیز کی توصیف سے علماً و عملاً خارج ہو کر نیز حیا و غیرت کے حجابات و نقابات و موانع کو تہس نہس کر کے عریانی بمعنی ننگاپن کی تعریف میں ظاہراً و باطناً اور قالاً و حالاً داخل ہو رہی ہیں۔ مسلمانوں کی دینی مجالس ویران، انجمنیں برباد اور مسجدیں صورتاً منقش و مزین مگر حقیقتاً مراکزِ حشم و جاہ اور کالاجساد بلاارواح ہیں۔ مذہب سے کوئی دلچسپی نہ اہل مذہب سے کچھ ہمدردی، بلکہ جدت پسند راندگانِ تہذیب تو اس کو نہایت حقارت سے ملّاپن کہہ کر ایک طرف یہ فخراً کہہ رہے ہیں کہ اسے خاص تدابیر و مساعی سے فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے اور دوسری طرف اس تشریح و توضیح اور عزم و حزم کا اظہار کر رہے ہیں کہ قرار دادِ مقاصد پر عمل کے یہ معنی ہرگز نہیں ہوں گے کہ رجعت پسند ملّاپن کو پھر سے عروج و اقتدار حاصل ہو بلکہ اس کو تو ختم ہی سمجھنا چاہیئے۔ یہ تضادِ انتساب و اعراضِ مذہب پر عجب؟ آخر صاف صاف یہ ہی کیوں نہیں کہہ دیا جاتا کہ ہمارا مقصود تو ایک ظاہراً صالحہ مگر باطناً طالحہ سلطنت کی تقلید میں ایسا نظامِ حکومت قائم کرنا ہے کہ جس کے اندر اولاً یہ نعرہ بلند کیا جا سکے کہ ملک و قوم مقدم اور اسلام و ایمان مؤخر اور ثانیاً یہ دعوٰے کیا جا سکے کہ ملکی و مادی ترقیات کی ابتداء تب ہوئی جب کہ اسلامی و روحانی اعمال، اخلاق، معاشرت، معاملات و سیاسیات کو ترک کر دیا گیا۔ یہ تو پھر مادیات و خرافات اور شرور و فجور میں ترقیات ہوں گی نہ کہ اسلام و ایمان اور انسانیت و روحانیت میں۔ وہی مسلمان جو کسی وقت حاکم، غالب، مخدوم، متبوع، فاتح، امیر، معزز، طاقتور، منظم، ہمدرد، بہادر، آقا اور آزاد تھے۔ آج محکوم، مغلوب، خادم، تابع، مفتوح، نادار، ذلیل، کمزور، منتشر، ہمہ درد، ڈرپوک اور مقید نظر آتے ہیں۔ آج تاریخ عالم پر اگر غور کیا جائے تو کسی قوم کی اسلام سے زائد شاندار روایات و ترقیات سے صفحات لبریز نظر نہیں آتے — مگر

(باقی ص۱۲ پر)

مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی

حضرت آدم علیہ السلام

(۶)

آیت کی تفسیر میں محققین کی رائے اس دوسری تفسیر کی جانب مائل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن عزیز صرف حضرتِ حوّا کی تخلیق کا ذکر نہیں کر رہا ہے بلکہ "عورت کی تخلیق کے متعلق" اس حقیقت کا اظہار کرتا ہے کہ وہ بھی مرد ہی کی جنس سے ہے اور اسی طرح مخلوق ہوئی ہے۔ البتہ بخاری و مسلم کی روائتوں میں یہ ضرور آتا ہے کہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔ الفاظ یہ ہیں:۔

استوصوا بالنّساءِ فان المرأۃ خلقت من ضلع۔ (الحدیث)

عورتوں کے ساتھ نرمی اور خیر خواہی سے پیش آؤ۔ اس لئے کہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔

اس کا مطلب ابنِ اسحٰق نے تو یہ روایت کیا ہے کہ حوّا آدم کی بائیں پسلی سے پیدا کی گئیں۔ مگر ابن اسحاق سے زیادہ محقق اور نقاد علامہ قرطبیؒ نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ دراصل یہاں عورت کو پسلی سے تشبیہ دی گئی ہے اور بتایا ہے کہ عورت کی خلقت کی ابتدا پسلی سے کی گئی ہے، اس لئے اس کا حال پسلی ہی کی طرح ہے اگر اس کی کجی کو سیدھا کرنا چاہو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ تو جس طرح پسلی کے ترچھے پن کے باوجود اس سے کام لیا جاتا ہے اور اس کے خم کو دور کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی اُسی طرح عورتوں کے ساتھ نرمی اور رفق کا معاملہ کرنا چاہئے ورنہ سختی کے برتاؤ سے خوش گواری کی جگہ تعلق کی شکست و ریخت کی صورت پیدا ہو جائے گی۔

۵۔ حضرت آدم (علیہ السلام) جس جنت میں مقیم تھے اور جہاں سے انہیں زمین پر اترنے کا حکم دیا گیا وہ جنت کون سی جنت ہے "جنت الماویٰ"؟ جو بعد قیامِ قیامت اہل ایمان کا مستقر ہے یا "جنتِ ارضی"؟ جو اسی سرزمین میں کسی بلند اور پرفضا مقام پر آدمؑ کی سکونت کے لئے بنائی گئی تھی۔ جمہور علماء اسلام کا مسلک یہ ہے کہ یہ "جنت الماویٰ" ہی تھی جس کا وعدہ آخرت میں مسلمانوں کے لئے کیا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آیات و احادیث کا ظاہر اسی پر دلالت کرتا ہے۔ مثلاً:۔

۱۔ قُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔

ترجمہ: ہم نے کہا۔ اے آدم! تم اور تمہاری بیوی (حوّا) جنت میں رہو۔

اس جگہ جنت کو عربی قاعدہ سے "الجنۃ" الف لام کے ساتھ ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اُسی مشہور جنت کا ذکر ہے جس کو جگہ جگہ قرآنِ عزیز میں قیام قیامت کے بعد مومنوں کا وطن بنایا گیا ہے ورنہ اگر کسی نئے مقام کا تذکرہ ہوتا تو پہلے اس کی حقیقت کا اظہار ہوتا پھر اس کو جانی پہچانی چیز کی طرح ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا جاتا۔

۲۔ اِهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا۔

تم سب وہاں سے ایک ساتھ اترو۔

ہبوط: (اترنا) بلندی سے پستی کی طرف ہوتا ہے۔ اس لئے یہ جنتِ ارضی نہیں ہو سکتی بلکہ جنتِ ماویٰ ہی ہو سکتی ہے

۳۔ مسلم میں ایک طویل حدیث ہے جس میں یہ جملہ موجود ہے:۔

یجمع اللہ الناس فیقوم المؤمنون حین تزدلف لھم الجنۃ فیأتون اٰدم فیقولون یآابانا استفتح لنا الجنۃ فیقول: وھل اخرجکم من الجنۃ الا خطیئۃ ابیکم۔ (الحدیث)

ترجمہ: اللہ تعالےٰ لوگوں کو جمع کرے گا۔ پس اہل ایمان کھڑے ہوں گے جب جنت ان کے قریب ہو گی۔ پھر وہ آدم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے ہمارے باپ! ہمارے لئے اس جنت کو کھولئے۔ اس پر حضرت آدم فرمائیں گے۔ کیا تم کو جنّت سے تمہارے باپ کی خطا کاری ہی نے نہیں نکالا تھا۔

اس کے برخلاف علماء کی ایک جماعت کہتی ہے کہ یہ "جنت" دنیا ہی کے مقامات میں سے کسی مقام پر تھی "جنت الماویٰ" نہ تھی۔ اور اپنے قول کی تائید میں یہ کہتے ہیں کہ آیاتِ قرآنی اس کو ظاہر کرتی ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے آدم و حوّا کو وہاں کھانے پینے کا مکلّف بنایا اور ایک درخت کے نہ کھانے کی تکلیف دی، پھر وہاں آدم خوابِ راحت میں بھی رہتے تھے اور وہاں ابلیس بھی آتا جاتا رہتا تھا اور اس نے حضرتِ آدمؑ کو بہکا بھی دیا، اور پھر آدمؑ و حوّا اور ابلیس وہاں سے نکالے بھی گئے تو یہ تمام وہ امور ہیں جو دنیا کے ساتھ مخصوص ہیں اور "جنۃ الماویٰ" میں ان کا وجود نہیں ہے نہ وہ عالمِ تکلیف ہے اور نہ اس میں داخلہ کے بعد اخراج ہے یہ قول بھی بڑے بڑے علماء اسلام کی طرف منسوب ہے اور ان دو راویوں کے علاوہ اس سلسلہ میں دو رائیں اور بھی ہیں اور اس طرح اس مسئلہ میں چار اقوال ہو جاتے ہیں۔

۱۔ یہ جنت الماویٰ ہے۔

۲۔ یہ جنتِ ارضی ہے۔

۳۔ یہ جنت الماویٰ اور جنتِ ارضی کے علاوہ ایک اور جنت ہے جو صرف اسی غرض سے تیار کی گئی تھی۔

۴۔ اس معاملہ میں توقف اور سکوت کرنا چاہئے اور اسے خدا کے حوالہ کر دینا چاہئے۔

یہ بحث بہت طویل ہے اور عمادالدین بن کثیر نے اپنی تاریخ

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

علاماتِ قیامت

از: حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ محدث دہلوی
مرسلہ: ایم عبد الرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

(۴)

نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام

مؤذن عصر کی اذان دے گا، لوگ نماز کی تیاری ہی میں ہوں گے جبکہ حضرت عیسیٰؑ دو فرشتوں کے کاندھوں پر تکیہ لگائے ہوئے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارہ پر جلوہ افروز ہو کر آواز دیں گے کہ سیڑھی لے کر آؤ۔ پس سیڑھی حاضر کر دی جائے گی۔ آپ اس کے ذریعہ سے اتر کر امام مہدی سے ملاقات فرمائیں گے۔ امام مہدی نہایت تواضع و خوش خلقی کے ساتھ آپ سے پیش آئیں گے اور فرمائیں گے۔ یا نبی اللہ! امامت کیجئے۔ اور حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے کہ امامت تمہیں کرو کیونکہ تمہارے بعض بعض کے لئے امام ہیں اور یہ عزت اسی امت کو خدا نے دی ہے۔ پس امام مہدی نماز پڑھائیں گے۔ اور حضرت عیسیٰؑ اقتدار کریں گے۔ اسی نماز سے فارغ ہو کر امام مہدی حضرت عیسیٰؑ سے کہیں گے کہ یا نبی اللہ! اب لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے جس طرح چاہیں انتظام دیں۔ وہ فرمائیں گے نہیں یہ کام بدستور آپ ہی کے تحت رہے گا۔ میں تو صرف قتلِ دجال کے واسطے آیا ہوں، جس کا مارا جانا میرے ہی ہاتھ سے مقدر ہے۔ رات امن و امان سے بسر کر کے امام مہدی فوج لے کر میدانِ جنگ میں تشریف لائیں گے حضرت عیسیٰؑ فرمائیں گے کہ میرے لئے گھوڑا اور نیزہ لاؤ تاکہ اس ملعون کے شر سے زمین کو پاک کر دوں۔ پس حضرت عیسیٰؑ دجال پر اور اسلامی فوج اس کے لشکر پر حملہ آور ہوگی نہایت خوفناک اور گھمسان کی لڑائی شروع ہوگی اس وقت حضرت عیسیٰؑ کے سانس کی یہ خاصیت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظر کی رسائی ہوگی وہیں تک یہ بھی پہنچے گا اور جس کافر تک آپ کا سانس پہنچے گا تو وہیں نیست و نابود ہو جایا کرے گا، دجال آپ کے مقابلہ سے بھاگے گا۔ آپ اس کا تعاقب کرتے کرتے مقام لُدّ میں دجال کا قرار پکڑ لیں گے اور نیزے سے اس کا کام تمام کر کے لوگوں پر اس کی ہلاکت کا اظہار فرمائیں گے۔

حضرت عیسیٰؑ قتلِ خنزیر، شکستِ صلیب اور کفار سے جزیہ نہ قبول کرنے کے احکام صادر فرما کر تمام کفار کو اسلام کی دعوت دیں گے خدا کے فضل و کرم سے کوئی کافر بلادِ اسلامیہ میں نہ رہے گا۔ تمام زمین حضرت امام مہدیؑ کے عدل و انصاف سے منور اور روشن ہو جائے گی، ظلم و بے انصافی کی بیخ کنی ہوگی تمام لوگ عبادت و طاعتِ الٰہی میں سرگرمی سے مشغول ہوں گے، آپ کی خلافت کی میعاد سات، آٹھ یا نو سال ہوگی۔

واضح رہے کہ سات سال عیسائیوں کے فتنہ اور ملک کے انتظام میں، آٹھواں سال دجال کے ساتھ جنگ و جدل میں اور نواں سال حضرت عیسیٰؑ کی معیت میں گذرے گا۔ اس حساب سے آپ کی عمر ۴۹ سال ہوگی، بعد ازاں حضرت امام مہدیؑ کی وفات ہو جائے گی۔ حضرت عیسےٰؑ آپ کے جنازہ کی نماز پڑھا کر دفن فرمائیں گے۔ اس کے بعد تمام چھوٹے بڑے انتظامات حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھ میں آ جائیں گے۔ تمام مخلوق نہایت امن و امان کے ساتھ زندگی بسر کرتی ہوگی کہ خدا کی طرف سے آپ پر وحی نازل ہوگی کہ میں اپنے بندوں میں سے ایسے طاقتور بندوں کو ظاہر کرنے والا ہوں کہ کسی شخص کو ان کے مقابلہ کی تاب نہ ہوگی۔ پس میرے خالص بندوں کو کوہِ طور پر لے جاؤ تاکہ وہاں پناہ گزین ہو جائیں۔

قوم یاجوج ماجوج کا ظہور

حضرت عیسیٰؑ کوہ طور پر نازل فرما کر اسبابِ حرب اور سامانِ رسد مہیا کرنے میں سرگرم ہوں گے کہ اسی اثناء میں قوم یاجوج ماجوج سدِ سکندری کو توڑ کر ٹڈی دل کی طرح چاروں طرف پھیل جائے گی۔ سوائے مضبوط قلعوں کے کہیں ان سے خلاصی کی صورت نہ ہوگی، لوگوں کے قتل و غارت کرنے میں بالکل دریغ نہ کریں گے۔ یہ لوگ یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔

دابۃ الارض

کوہِ صفا جو کعبہ کے شرقی جانب واقع ہے زلزلہ سے پھٹ جائے گا اس میں سے ایک نادر شکل کا جانور نکلے گا۔ اس جانور کا چہرہ انسانوں کی طرح، پاؤں اونٹ کی طرح، گردن گھوڑے کی طرح، دُم بیل کی طرح، سُرین ہرن کی طرح، سینگ بارہ سنگے کی طرح، ہاتھ بندر کی طرح نیز یہ جانور فصیح اللسان ہوگا اس کے ہاتھ میں حضرت موسیٰؑ کا عصا ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں سلیمان کی انگشتری ہوگی۔ تمام شہروں میں ایسی تیزی سے دورہ کرے گا کہ کوئی فرد بشر اس کا پیچھا نہ کر سکے گا۔ اور بھاگنے والا اس سے چھٹکارا نہ پا سکے گا۔ ہر شخص پر نشان لگاتا جائے گا اگر وہ صاحبِ ایمان ہے تو حضرت موسیٰؑ کے عصا سے اس کی پیشانی پر ایک نورانی خط کھینچ دے گا جس سے اس کا چہرہ منور ہو جائے گا اور اگر کافر ہوگا تو حضرت سلیمانؑ کی انگشتری سے

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

ام المومنین
حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ

(مولانا عاشق الٰہی)

(۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شاگرد حضرت مسروق (تابعی) جب ان کے واسطے سے حدیث سناتے تو بیان کرتے وقت یوں فرماتے۔

حدثتنی الصادقۃ ابنۃ الصدیق حبیبۃ حبیب اللہ

مجھ سے روایت کی سچ بولنے والی نے جو صدیقؓ کی بیٹی اور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبوبہ تھیں

علم وفضل

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ۹ برس آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارے اور آپ سے خوب ہی علوم حاصل کئے۔ حضرت امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام بیویوں اور ان کے علاوہ بھی باقی تمام عورتوں کا علم جمع کیا جاوے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا علم سب کے علم سے بڑھا ہوا رہے گا۔

حضرت مسروقؒ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابیوں کو دیکھا جو عمر میں بوڑھے تھے کہ حضرت عائشہؓ سے فرائض کے بارے میں معلومات حاصل کیا کرتے تھے

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو جب کبھی کوئی علمی الجھن پیش آئی اور اس کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا تو اس کے متعلق ان کے پاس ضرور معلومات ملیں (جس سے مشکل حل ہوئی) تابعین کے علاوہ بہت سے صحابہؓ بھی حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شاگرد ہوئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کرتی رہتی تھیں۔ ایک مرتبہ سوال کیا کہ یا رسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں فرمایئے میں ہدیہ دینے میں کس کو ترجیح دوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔

اِلٰی اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا

جس کے گھر کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہو اس کو ترجیح دو۔

ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے دعا کی:

اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

اے اللہ! مجھ سے آسان حساب لیجیو

یہ دعا سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے سوال کیا کہ یا نبی اللہ! آسان حساب کی کیا صورت ہوگی آپؐ نے فرمایا اعمال نامہ دیکھ کر درگزر کر دیا جائے گا یہ آسان حساب ہے پھر فرمایا یقین جانو جس کے حساب میں چھان بین کی گئی اے عائشہ وہ ہلاک ہو گیا۔ کیونکہ وہ حساب دے کر کامیاب نہیں ہو سکتا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک روز میں نے اور حفصہؓ نے نفلی روزہ رکھا تھا، پھر کھانا مل گیا۔ جو کہیں سے ہدیہ آیا تھا ہم نے اس میں سے کھا لیا کچھ دیر کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ارادہ تھا کہ میں آپؐ سے سوال کروں مگر مجھ سے پہلے جرأت کر کے حفصہؓ نے پوچھ لیا اور جرأت میں وہ اپنے باپ کی بیٹی تھیں یہ پوچھا کہ یا رسول اللہ! میں نے اور عائشہؓ نے رات سے نفلی روزہ کی نیت کی تھی۔ پھر ہمارے پاس ہدیہ کھانا آ گیا جس سے ہم نے روزہ توڑ دیا فرمایئے اس کا کیا حکم ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم دونوں اس کی جگہ کسی دوسرے دن روزہ رکھ لینا۔

ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن بغیر ختنہ اٹھائے جائیں گے۔ جیسے ماں کے پیٹ سے دنیا میں آئے تھے۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! یہ تو بڑے شرم کا مقام ہوگا، کیا مرد و عورت سب ننگے ہوں گے۔ ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے؟ اس کے جواب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! قیامت کی سختی اس قدر ہوگی۔ اور لوگ گھبراہٹ اور پریشانی سے ایسے بدحال ہوں گے کہ کسی کو کسی کی طرف دیکھنے کا ہوش بھی نہ ہوگا۔ مصیبت اتنی زیادہ ہوگی کہ کسی کو اس کا خیال بھی نہ آئے گا۔

ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ

اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ اور حالت مسکینی میں مجھے دنیا سے اٹھا اور قیامت میں مسکینوں میں حشر کیجیو

یہ دعا سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سوال کیا یا رسول اللہ آپ نے ایسی دعا کیوں کی؟ آپ نے فرمایا کہ بلاشبہ مسکین لوگ مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے اس کے بعد فرمایا اے عائشہ! اگر مسکین سائل ہو کر آوے تو مسکین کو بغیر دیے واپس نہ کر اور کچھ بھی نہ ہو۔ تو کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے دیا کر اے عائشہ! مسکینوں سے محبت کر اور ان کو اپنے سے قریب کر جس کی وجہ سے اللہ تعالےٰ تجھے قیامت کے روز اپنے سے قریب فرمائیں گے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ یہ جو اللہ تعالیٰ شانہٗ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى

رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں دیتے ہیں جو دیتے ہیں اور ان کے دل خوفزدہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں۔

تو ان خوفزدہ لوگوں سے کون لوگ مراد ہیں، کیا وہ لوگ مراد ہیں۔ جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے صدیق کی بیٹی! نہیں ایسے لوگ مراد نہیں ہیں۔ بلکہ خدا نے اُن لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جو روزہ رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور صدقہ دیتے ہیں اور اس کے باوجود اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ اعمال قبول نہ کیے جائیں۔ ان ہی لوگوں کے بارے میں اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے:۔

اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ۔

یہ لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں

ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو محبوب رکھتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں۔ یہ سُن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا موت ہم سب کو طبعاً بُری لگتی ہے۔ لہذا اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے کسی کی ملاقات کو پسند نہیں فرماتے۔ اس کے جواب میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب مومن کی موت کا وقت آ پہونچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعزاز واکرام کی خوشخبری سنائی جاتی ہے۔ لہذا اس کے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ محبوب نہیں جو مرنے کے بعد اسے پیش آنے والی ہے۔ اس وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو...... چاہنے لگتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو چاہتے ہیں اور بلاشبہ کافر کی موت کا جب وقت آتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ملنے کی اس کو خبر دی جاتی ہے۔ لہذا اس کے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ ناپسند نہیں ہوتی جو مرنے کے بعد اس کے سامنے آنے والی ہے۔ اسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات ناپسند کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! کیا عورتوں پر جہاد ہے آپ نے فرمایا ہاں عورتوں پر ایسا جہاد ہے۔ جس میں جنگ نہیں ہے۔ یعنی حج اور عمرہ'

آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! یہ تو واقعہ ہے کہ کوئی شخص بغیر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے جنت میں داخل نہ ہوگا آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر کوئی بھی جنت میں نہ جائیگا تین مرتبہ یوں ہی فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوبارہ سوال کیا اے اللہ کے رسول! آپ بھی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ آپ نے اپنے مبارک ماتھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔

وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِىَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَتِهٖ

یعنی میں بھی جنت میں داخل نہ ہونگا مگر یہ کہ اللہ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لیوے۔

تین مرتبہ آپ نے یہی فرمایا:۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہ! یہ تو فرمائیے اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ لیلۃ القدر ہے تو میں دعا میں کیا کہوں؟ فرمایا یوں دعا کرنا۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّىْ۔

اے اللہ اس میں شک نہیں کہ آپ معاف کرنے والے ہیں۔ معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں پس مجھے معاف فرمائیے

تربیت کا خاص خیال

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اگرچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہت محبت تھی۔ مگر آپ اُن کی تربیت کا خاص خیال فرماتے تھے اللہ تعالیٰ سے ڈراتے رہتے تھے اور جہاں لغزش نظر آتی فوراً آگاہ فرماتے اور سرزنش فرماتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مرتبہ غزوہ میں تشریف لے گئے میں نے آپ کے پیچھے ایک اچھا سا پردہ لٹکا دیا۔ جب آپ تشریف لائے تو اس پردہ کو اس زور سے پکڑ کر کھینچا کہ اس کو پھاڑ دیا۔ پھر فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ حکم نہیں دیا کہ پتھروں اور مٹی کو لباس پہنا دیں۔

ایک مرتبہ چند یہودی آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور دبی ہوئی زبان سے السلام علیکم کے بجائے انہوں نے السام علیکم کہا اس کا مطلب بد دعا دینا تھا۔ کیونکہ سام عربی میں موت کو کہتے ہیں۔ ترجمہ یہ ہوا۔ کہ تم پر موت ہو آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں وعلیکم فرما دیا یعنی تم پر موت ہو آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو اسی قدر فرمایا۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سخت برہم ہوئیں۔ اور غصہ میں انہوں نے فرما دیا السام علیکم ولعنکم اللہ وغضب علیکم (تم پر موت ہو۔ اور خدا کی لعنت ہو۔ اور خدا کا غضب تم پر ٹوٹے) یہ سُن کر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! ٹھہر نرمی اختیار کر اور بد کلامی سے بچ عرض کیا۔ حضرت! آپ نے سُنا نہیں انہوں نے کیا کہا ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اور تم نے نہیں سنا...... میں نے کیا جواب دیا اُن کی بات میں نے انہی پر لوٹا دی۔ اب اللہ تعالیٰ میری بد دعا ان کے حق میں قبول فرمائیں گے۔ اور ان کی بد دعا میرے حق میں قبول نہ ہوگی

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درس قرآن

منعقدہ ۲۹ر جنوری ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۱۱)

امام الانبیاء فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) انس بن مالک رضؓ حضورؐ کے خادم تھے۔ حضورؐ کی خدمت کی دس سال۔ انہوں نے ایک دن پوچھا۔ "اللہ کے نبیؐ! قیامت کے دن میں جنابؐ کو کہاں ڈھونڈوں گا؟" خادموں کو یہی فکر رہتی تھی۔ ہم ہوتے تو پوچھتے — حضورؐ! کوئی ایسا تعویذ دیجئے، ایسا عمل دیجئے، کم از کم ایک کوٹھی بن جائے، ایک ہوائی جہاز ہو جائے، حضورؐ! حالت بڑی پتلی ہے، کچھ نہ کچھ تو ہونا ہی چاہیئے۔" صحابہؓ کی شان دیکھئے، کسی صحابی رضؓ نے امام الانبیاءؐ سے مادیت کا سوال نہیں کیا۔ وہ جانتے تھے یہ مادیت کیا بلا ہے؟ یہ تو گذر جائے گی۔ مزا تب ہے کہ مرتے وقت بھی اللہ کے فرشتے آکر کہیں۔ يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ اے اوخدا سے خوش نفس! اِرْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِی فِی عِبَادِی ۝ وَادْخُلِی جَنَّتِی ۝ اور قبر میں جب فرشتے آئیں تو کہہ دیں نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوسِ ط سو جا۔ تو نے اللہ کی عبادت کی۔ اور قیامت کے دن جب اُٹھیں تو چہرہ چمکے۔ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْ — مزا تو تب ہے۔ صحابہ اسی کی تلاش میں تھے۔ اللہ مجھے آپ کو بھی اسی کی تلاش میں رکھے۔

تو حضرت انسؓ آپؐ سے پوچھتے ہیں "اللہ کے نبیؐ! قیامت کے دن آپ کو کہاں دیکھا جائے؟" فرمایا۔ "انس! مجھے پہلے پلصراط پر دیکھنا" عرض کی "حضورؐ! آپؐ وہاں کیا کرینگے؟" فرمایا "میں اپنی امت کو جہنم میں گرنے سے بچاؤں گا۔" جس نے میرا کلمہ پڑھا ہوگا اس کو میں بچاؤں گا (صحیح حدیث ہے) عرض کی "حضور! اگر وہاں نہ ملے؟" فرمایا "پھر دیکھنا میزانِ عمل کے پاس آنا، جہاں میری امت کے عمل تولے جائیں گے، وہاں میں اپنی امت کے اعمال کو پورا کرنے کی کوشش کروں گا۔" عرض کی "حضورؐ! اگر وہاں بھی نہ ملے؟" فرمایا "پھر حوضِ کوثر پر آنا۔ میرا آخری پلیٹ فارم کیا ہے؟ حوضِ کوثر۔ جہاں میں اپنے ہاتھوں سے کلمہ پڑھنے والوں کو حوضِ کوثر کا پانی پیالے بھر بھر کر دوں گا۔" ...... اپنے ہاتھوں سے امام الانبیاءؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) دیں گے (اللہ مجھے بھی آپ کو بھی نصیب فرمائیں)

تو اعمال تو تولے جائیں گے ہی، انہوں نے تو تلنا ہے — اور آج تو اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔

آگے فرمایا۔ انسانو، او دنیا والو! دنیا بھی گذارو۔ لیکن نجات کا فکر کرو۔ یہ علوم سارے کے سارے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں یہ سارے علوم، علومِ معاش ہیں اور دینی علوم، علومِ نجات ہیں۔ علوم نجات قرآن، حدیث، فقہ، تفسیر۔ علوم معاش یہ سائنس، یہ سائنس، یہ ڈاکٹری، یہ انجنیئرنگ یہ سب علوم معاش ہیں۔ یہ بھی حاصل کیجئے۔ لیکن جس طرح ان کو حاصل کیا جاتا ہے کہ میری زندگی اچھی ہو، یہ جو زندگی ہے عارضی اسی طرح علومِ نجات کو حاصل کیجئے۔ قبر اور قیامت بھی اچھی ہو جاتے۔

اس لئے آخری آیت میں فرمایا۔ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِی الْاَرْضِ — اے انسانو! ہم نے تمہیں اختیار دیا اسی زمین میں۔ یہ کرۂ ارضی میں نے پیدا کیا، تم تو ایک ڈھیلا بھی پیدا نہیں کر سکتے — دنیا کے سارے انسان ایک تولہ مٹی پیدا کر سکتے ہیں؟ اللہ کی چیزوں کو چھوڑ دیں، خود کچھ بنائیں۔ دنیا کے سارے سائنس دان ایک تولہ مٹی نہیں بنا سکتے۔ قرآن فرماتا ہے جس مکھی کو تم مارتے پھرتے ہو، ملیریے کے محکمے قائم کرتے ہو لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ط تم ایک مکھی تو بنا دو۔ مار سکتے ہو، پیدا نہیں کر سکتے۔ مار بھی تب سکتے ہو جب میں کسی کو مروانا چاہوں ورنہ تم تو مکھی بھی نہیں مار سکتے۔

ہارون الرشید کے چہرے پر ایک دفعہ مکھی بیٹھ گئی۔ آپ بیٹھے ہوئے تھے تو مکھی کی عادت ہے وہ بار بار آتی اور اس کی ناک پر ہی بیٹھتی — مکھی بڑی سمجھ دار ہے، ناک پر ہی بیٹھتی ہے کہ جس ناک کو تو بچاتا ہے اور ناک کے ساتھ تکبّر کرتا ہے تیری اس ناک پر میں بیٹھتی ہوں — ہمارا محاورہ بھی ہے نا "جی فلاں تو ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتا۔" دیکھا؟ ناک پر۔ کان پر نہیں کہتے تو ناک پر ہارون الرشید کے مکھی بیٹھ جاتی تھی تو انہوں نے کہا کہ دیکھو یار یہ بڑی بے وقوف ہے اس کے پیدا کرنے میں کیا ہے۔ ایک مکھی خواہ مخواہ مجھے تنگ کرتی ہے۔ انہوں نے کہا خالد برمکی نے کہ "اے ہارون الرشید! اللہ نے مکھی اس لئے پیدا کی کہ تیرے جیسے مغرور کا غرور توڑتی رہے۔"

تو مکھی بھی ہم تو نہیں بنا سکتے۔ تو فرمایا کہ تم کو میں نے دنیا میں زندگی۔ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِی الْاَرْضِ۔ میں نے تمہیں اختیار دیا اس زمین میں۔ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ط اور ہم نے تمہارے لئے اس زندگی کے اس دنیا میں ضروری سامان بنا دئے۔ بے شک ان سے فائدہ اٹھاؤ لیکن کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ اس کے بعد ایک اور زندگی آنے والی ہے جہاں میرے ساتھ کوئی بھی نہیں جائے گا نہ لینڈ جائے گا نہ مینڈ جائے گا نہ بنیک کی کتاب جائے گی نہ موٹر سائیکل جائے گا نہ سکوٹر جائے گا، کوئی بھی نہیں جائے گا۔ صرف میں ہوں گا — وہاں کے لئے میرے پاس کیا ہے؟ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ بہت کم

ہیں جو تم میں سے میرا شکر ادا کرتے ہیں، تم میرا شکر ادا کروگے، شکر کرنے کی قوت تم میں پیدا ہوگی تو پھر تم عمل کی طرف آؤگے - اور جب تم عمل کرنے لگ جاؤگے، تمہاری قبر بھی اچھی ہو جائے گی، قیامت بھی اچھی ہو جائے گی اور دنیاوی زندگی میں تمہارے لئے معاش کے سامان میں نے بنا ہی دئے ہیں۔

اللہ تعالےٰ مجھے بھی آپ کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے - اللہ ہم سب سے راضی ہو، اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں کو معاف فرمائے - آمین!

بقیہ: التنظیم العظیم

ہائے صد افسوس آج سطح ارضی پر یہی ایک قوم ہے جو سب سے زیادہ تباہ حال ہے اور اپنے ادبار میں اپنا ہمسر و ثانی نہیں رکھتی، جس کی زندگی مصائب، تکالیف اور پریشانیوں کے حصار میں محصور، شدائد و نوائب کے کانٹوں میں گھری، تباہیوں اور بربادیوں کا شکار، افلاس و ناداری کی مضروب، ناکامیوں اور نامرادیوں کی زندہ تصویر ہے جس کی زندگی کے ہر گوشہ میں مجبوری و بیکسی کی دنیا آباد ہے اور جس کے قصرِ حیات کے ہر حصہ میں ناکامیوں اور نامرادیوں کی خاموشی، جس کے مکانِ زیست کی دیوار پہ فلاکت و نکبت کی عریاں تصویر آویزاں اور اس کے صحن میں احتیاج و تنگ دستی کا مہیب مجسمہ نصب ہے۔ وہ جس طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتی ہے ذلت و رسوائی کا ہجوم نظر آتا ہے - دنیا کی مسرت و شادمانی میں اس کا کوئی حصہ نہیں - سکون و اطمینان، آرام و چین اور عزت و عظمت اس کے لئے بے معنی الفاظ ہیں - کہنے کو تو ہم زندہ ہیں مگر اپنے نفوس و فلوس، خواہشاتِ نفسانی اور خیالاتِ شہوانی کے لئے معصیت و سیہ کاری، فسق و فجور کے لئے - خدا تعالےٰ اس کے رسولِ پاک، دینِ اسلام، اصولاتِ صحیحہ اور قوم و ملت کے لئے ہمارا وجود کالعدم محض ہے۔ دنیا کی زندہ اور ترقی یافتہ اقوام کے لئے ہماری حیات کا کوئی ثبوت نہیں - ہم بیدار ہیں مگر عیش و عشرت کے لئے اور اسی عیش و عشرت کی نذر اپنا دار تک کر چکے ہیں، اس لئے اب بے دار ہیں - ہمارے اکثر دارالعلوم دارِ علوم ہیں جہاں حقیقی و اخلاقی علوم کو پھانسی دی جاتی ہے - اور جہل کو علم کا لباس پہنا کر قبلۂ حاجات و کعبۂ توجہات بنایا جاتا ہے - مسلمان کا نام ہفت اقلیم کو لرزا دیتا تھا یا اب یہ وقت ہے کہ وہ اپنی مذہبی شعائر اور عبادت گاہوں کا تحفظ بھی نہیں کر سکتے - اور ان کے بقا کے لئے کوئی لائحۂ عمل تجویز نہیں کر سکتے - (باقی آئندہ)

بقیہ: علاماتِ قیامت

اس کی ناک یا گردن پر سیاہ مُہر لگاتا جائے گا - یہ جانور اس کام سے فارغ ہو کر غائب ہو جائے گا -

آفتاب کے مغرب سے طلوع اور دابۃ الارض کے ظہور سے نفخ صور تک ایک سو بیس سال کا عرصہ ہوگا - دابۃ الارض کے غائب ہونے کے بعد جنوب کی طرف سے ایک نہایت فرحت افزا ہوا چلے گی جس کے سبب سے ہر صاحبِ ایمان کی بغل میں ایک درد پیدا ہوگا — جس کے باعث افضل، فاضل سے، فاضل ناقص سے، ناقص فاسق سے پہلے بالترتیب مرنے شروع ہو جائیں گے قربِ قیامت کے وقت حیوانات، جمادات چابک اور تسمہ پا وغیرہ کثرت سے گویا ہوں گے جو گھروں کے احوال اور دیگر امور سے خبر دیں گے۔

جب تمام اہلِ ایمان اس جہان سے کوچ کر جائیں گے تو اہلِ حبشہ کا غلبہ ہوگا اور تمام ممالک میں ان کی سلطنت پھیل جائے گی — خانہ کعبہ کو گرا دیں گے، حج موقوف ہو جائے گا - قرآن شریف دلوں اور کاغذوں سے اٹھا لیا جائے گا خدا ترسی، حق شناسی، خوفِ آخرت لوگوں کے دلوں سے ختم ہو جائے گا - شرم و حیا جاتی رہے گی، بر سر راہ گدھوں اور کتوں کی طرح زنا کرینگے حکام کا ظلم اور جہل، اور رعایا کی ایک دوسرے پر دست درازی رفتہ رفتہ بڑھ جائے گی، پس دیہات ویران ہو جائیں گے، بڑے بڑے قصبے گاؤں کی مانند اور بڑے بڑے شہر معمولی قصبوں کی مانند ہو جائیں گے قحط، وبا اور غارتگری کی آفتیں پے در پے نازل ہونے لگیں گی - جماع زیادہ ہوگا اولاد کم پیدا ہوگی، حق کی طرف دلوں کا میلان کم ہوگا، جہالت اس قدر بڑھ جائے گی کہ کوئی لفظ اللہ تک کہنے والا باقی نہ رہیگا۔

تعارف و تبصرہ

نام کتاب　　الاسلام

تالیف - بیگم ظہور ملک و حکیم محمد صادق قریشی

حجم $\frac{30 \times 20}{8}$ صفحات ۷۶، قیمت ایک روپیہ

ملنے کا پتہ :- مکتبہ اطفال الف ۱۵۱۱ حویلی کابلی مل لاہور

ہمارے اداروں کو بچوں کی کتابیں شائع کرنے کا بہت کم موقعہ ملتا ہے اور خاص کر دینی کتابوں کا بہت ہی زیادہ فقدان ہے - مقامِ مسرت ہے کہ زیرِ تبصرہ کتاب میں اس کمی کو پورا کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔

اسلامی عقائد و عبادات کے تینتالیس ۴۳ اسباق اور ہر سبق میں متعلقہ آیات دی گئی ہیں جس سے مذہب کے بنیادی حقائق معلوم ہوتے ہیں - کتاب کی عبارت نہایت آسان اور دلکش انداز میں پیش کی گئی ہے جس کے پڑھنے سے طبیعت پر کوئی بوجھ محسوس نہیں ہوتا - اس کتاب کو قومی مدارس میں شامل کرنا نہایت ہی مفید ثابت ہوگا - مولفین کو اس کتاب کے باقی دو حصے بھی بہت جلد شائع کرنے چاہئیں - تاکہ بقیہ حصہ عبادات - معاشرت اور معاملات کی تعلیم بھی ذہن نشین کرائی جا سکے اگر اس کتاب میں فرہنگ اور چیدہ چیدہ سوالات بھی شامل کر دیئے جاویں تو اس کی افادیت میں اضافہ ہو جائے گا کتابت اور کاغذ کو بہتر بنا کر اس کتاب کی اہمیت بھی بڑھ سکتی ہے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ

بعض اعمالِ صالحہ کی خاصیتیں

وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما نقصت صدقۃ من مال وما زاد اللہ عبدا بعفو الا عزا وما تواضع احد للہ الا رفعہ اللہ

اس حدیث میں جو آپ کے سامنے پڑھی گئی تین چیزوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اور بعض اعمال کے ثمرات اور خاصیتوں کو اشارہ فرمایا ہے خداوند کریم نے ہر ایک شے کے کچھ ظاہری اسباب پیدا کئے ہیں۔ اور کچھ حقیقی، جو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہیں شریعت نے ان حقیقی اسباب پر روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً ایک شخص عمر کی زیادتی چاہتا ہے تو اس کے ظاہر اسباب تو یہ ہیں کہ صحت کی رعایت رکھے مقوی غذائیں کھائے۔ ورزش کرتا رہے ہر کام میں بے اعتدالی سے بچتا رہے۔ مضر اشیاء سے پرہیز کرتا رہے، مگر باطنی سبب کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ زیادہ عمر کی تمنا رکھنے والے کو چاہئے کہ صلہ رحمی کرے لوگوں کے ساتھ احسان کرے۔ فرمایا۔ ولا یزید فی العمر الا البر عمر کی زیادتی نیکی اور احسان سے ہی ملتی ہے۔ اور فرمایا ولا یزید فی العمر الا البر رزقہ وینسالہ فی اثرہ فلیصل رحمہ جو شخص کہ رزق کی فراخی اور عمر کی زیادتی چاہتا ہو تو صلہ رحمی کرے۔

اسی طرح والدین کی خدمت کرتا رہے۔ عالم ہونے کا ظاہری سبب محنت مطالعہ درس و تدریس ہے۔ مگر حقیقی اسباب تقویٰ و خشیت، اخلاص نیت اور اساتذہ و شیوخ کا ادب کرنا ورنہ علم میں برکت نہ ہوگی۔ امام سرخسیؒ کسی جگہ تشریف لے گئے۔ وہاں ان کے جتنے شاگرد تھے آس پاس سے خدمت میں حاضر ہوئے کہ استاد سے ملاقات کریں۔ ایک شاگرد نے آنے میں سستی کی آخر میں آئے امام سرخسیؒ نے وجہ پوچھی تو کہا میری والدہ بہت کمزور اور ضعیف ہے۔ اس کی خدمت کے لئے کوئی دوسرا شخص تھا نہیں، خدمت میں لگا رہا، اس لئے آپ کی خدمت میں حاضری میں دیری ہوگئی امام سرخسیؒ نے فرمایا کہ اس کی عمر تو بڑی ہوگی مگر علم میں برکت نہ ہوگی۔ یہ بد دعا نہ تھی۔ بلکہ عمل کی خاصیت بتلا دی۔ کہ استاد کی خدمت سے علم میں برکت ہوتی ہے۔ جو استاد اور شیخ کا ادب و احترام نہ کرے وہ چاہے جتنا بڑا عالم ہو جائے اس کا فیض عام نہ ہوگا شاگرد کو سب کچھ ادب کی برکت سے ملتا ہے اور والدہ کی خدمت کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کی عمر میں اضافہ ہوگا حضورؐ نے فرمایا اللہ کی رضامندی اور خفگی والدین کی خوشنودی اور خفگی میں ہے۔

بغداد میں دو طالب علم تھے۔ ایک بزرگ کا انہوں نے حال سنا وہاں حاضر ہوئے، ایک تو اس خیال سے کہ اس شخص کی علمیت معلوم کروں۔ اس سے بحث و مباحثہ ہو، دوسرا اس غرض سے کہ میرے حق میں یہ بزرگ دعا دیں، علم حاصل کروں ایک ادب کے لحاظ سے گیا ایک غرور اور عجب میں مبتلا ہو کر گیا۔ ذہین تھا، محقق تھا، جاتے ہی مناظرہ شروع کیا، مسائل میں اس بزرگ کو خاموش کرنے کی کوشش کی دوسرا ادب سے خاموش بیٹھا رہا بزرگ نے خود پوچھا تم کیسے آئے ہو فرمایا حضرت میں تو صرف دعا اور استفادہ کے لئے حاضر ہوا ہوں، بزرگ نے آثار سے معلوم کیا کہ اس شخص کا تمام اولیائے وقت پر اثر ہوگا، اس سے ایک عالم فیض پائے گا۔ یہ طالب علم آگے چل کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے نام سے مشہور ہوا۔ دوسرا حکومت کی جانب سے سفیر ہوا۔ اس کے نفس کا غرور اور عجب بڑھتا رہا چند یوم کے بعد ایک عیسائی عورت پر فریفتہ ہوا اس کے کہنے پر اسلام کو چھوڑ دیا اور اس کے خنزیروں کے ریوڑ چرانے لگا عشق نے ہر طرح ذلیل و رسوا کر دیا سینہ سے تمام علم اور قرآن مجید اٹھوا دیا گیا۔

اس طرح حضورؐ نے بعض گناہوں کی خاصیت بتلا دی کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو ہم اور غم میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جس کے گناہ حد سے بڑھے ہوئے ہوں۔ بظاہر اس غم کے اسباب معلوم نہیں ہوتے مگر یہ اندرونی فکر پریشانی اور بے چینی میں گھلتا رہتا ہے اذا کثرت ذنوب العبد اوقعہ اللہ فی الھم جب انسان کے گناہ زیادہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے پریشانیوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

بعض گناہوں کے نتیجہ میں انسان رزق سے محروم ہوتا ہے اور بسا اوقات مال و دولت کی فراوانی کے باوجود "معیشت ضنک" یعنی تنگی اور عسرت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے وان الرجل لیحرم الرزق بالذنب یصیبہ انسان بسا اوقات گناہ کے سبب اس رزق سے محروم ہو جاتا ہے جو اسے پہنچنے والا ہو۔

بعض اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنی قبولیت پاتے ہیں کہ اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف کر دیتے ہیں اور وہ عمل کفارۂ سیئات بن جاتا ہے۔ اور بعض اعمال اتنے برے کہ اس کی وجہ سے تمام حسنات اور نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ بے ادبی یہاں تک کہ اونچی آواز سے بولنے کا اثر بھی حبط اعمال ہو جاتا ہے یعنی اعمال غارت ہو جاتے ہیں۔ مذکورہ حدیث میں حضور علیہ السلام نے تین چیزوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اور یہ تینوں چیزیں آج بھی سب لوگ چاہتے ہیں۔ ۱۔ مال میں ترقی اور حلال کمائی میں اضافہ اور برکت ہو ۲۔ عزت حاصل ہو جائے ۳۔ لوگوں میں سربلندی حاصل ہو۔ تو حضور اقدسؐ نے فرمایا کہ صدقہ دینے کی وجہ سے مال میں ہرگز کمی نہیں آتی بلکہ اضافہ اور برکت ہوتی ہے۔

صدقہ عربی میں صدق سے ہے یعنی سچائی اور اس کا نام اس وجہ سے صدقہ ہے۔

کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر مال و دولت دینا دعویٰ اسلام اور مسلمان ہونے کی صداقت کی دلیل ہے۔ جان کو قربان کرنا بسا اوقات آسان ہوتا ہے۔ مگر مال کی قربانی بہت مشکل ہوتی ہے۔ جان کے ساتھ مال کی قربانی وہی شخص کرسکتا ہے جو سچا مسلمان ہو ورنہ محض دعویٰ ہے۔ صدقہ انسان کی صداقت پر دلالت کرتا ہے اور وہی دے سکتا ہے۔ جس کا توکل اعتماد اور بھروسہ ہو اللہ تعالےٰ پر کہ وہی رزق کا کفیل ہے وہی میرے مال کو بڑھا دیگا تو حضورؐ نے فرمایا کہ صدقہ کی وجہ سے مال گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا جائے گا۔ آخرت میں ثواب زیادہ ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص قبر سے اُٹھے گا۔ تو اس کے سامنے جبل اُحد کے برابر نیکیوں کا پہاڑ آجائے گا۔ کہ یہ تمہاری نیکیاں ہیں وہ دل میں حیران ہوگا۔ کہ اتنی نیکی تو میں نے نہیں کی، یہ پہاڑ برابر نیکیاں کہاں سے آئیں۔ جواب میں فرمایا جائے گا۔ کہ ایک کھجور جو حلال کمائی سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تم نے اخلاص سے دی تھی۔ اسے اللہ تعالیٰ بڑھاتا رہا اور اب پہاڑ کی شکل میں تمہارے سامنے ہے۔ ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ کھجور برابر صدقہ کو خداوند تعالےٰ اپنے ہاتھ سے پالتے ہیں۔ جس طرح تم کسی گھوڑے کے بچے کی پرورش کرتے ہو۔ یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جائے۔

سود آجکل سود کا کاروبار کرنے والے اور کھانے والے سمجھتے ہیں۔ کہ ہم بڑھ رہے ہیں اور ترقی کر رہے ہیں مگر درحقیقت مٹ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یمحق اللہ الربا ویربی الصدقات۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

برطانیہ سودی کاروبار کا علمبردار ہے ایک وقت برطانیہ پر ایسا تھا کہ اس کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ مگر سود کے نتیجہ میں وہ ایسا تباہ ہوا کہ آج وہ ایک جزیرہ میں سمٹ کر رہ گیا ہے۔ اس پر نزع کی حالت طاری ہے۔ یہی حال امریکہ کا ہو رہا ہے ایک ویٹ نام میں کروڑوں اربوں روپے خرچ کر رہا ہے۔ سامانِ جنگ اور سرمایہ تباہ ہو رہا ہے۔ چیختا اور چلاتا ہے کہ کسی طرح پیچھا چھوٹ جائے بظاہر وہ سمجھتا ہے کہ میرے پاس سرمایہ بہت ہے۔ مگر نتیجہ اس سودی سرمایہ کا اب بھگت رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ حلیم ہیں پکڑتے ہیں مگر آہستہ آہستہ — تو سود کا بالآخر انجام یہی ذلت اور خواری ہے، کوئی سودی لین دین بھی ہو تجربہ کرلیں، دس بیس سال ظاہری ترقی ہوگی، پھر دربدر دھکے کھائے گا اور بچے دربدر ٹکڑے ٹکڑے کے لئے پھرتے رہیں گے۔ اگر نیکی اور بدی کا نتیجہ دنیا میں اسی وقت ظاہر ہوتا تو یہ ابتلاء اور آزمائش کے خلاف ہوتا — اللہ تعالیٰ حکیم اور حلیم ہیں، چاہتے ہیں کہ بندوں کا ایمان بالغیب رہے اگر اعمال کا نتیجہ آج ہی ظاہر ہو تو ایمان بالغیب نہ رہے گا۔ خدا کی نظر لامتناہی ہے۔ ہم تو آج کا دن ہی دیکھتے ہیں۔ مگر خدا کے سامنے تو قبر کی طویل زندگی پھر قیامت کا دن جو پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔ پھر جنت اور دوزخ کی لامتناہی زندگی بھی ہے۔ وان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون تمہارے گنتی کے ہزار سال اللہ کے نزدیک ایک یوم کے برابر ہیں۔

اگر دنیا میں باوجود گناہ کے ایک ہزار سال بھی راحت سے مل جائیں، تو گویا ایک دن کی راحت ہے۔ جو ابدی زندگی کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ انسان کو نتائج اعمال بھگتانے کے لئے وسیع میدان اور طویل زندگی پڑی ہوئی ہے۔ یہاں ہزار سال بھی کوئی عیش و عشرت میں رہے تو خدا کے ہاں یہ ایک دن کے برابر بھی نہیں۔ تو سود کو خدا تعالیٰ مٹاتا اور نیکی کو اتنا بڑھاتا ہے۔ کہ کھجور برابر نیکی پہاڑ کے برابر ہوجاتی ہے اگرچہ دنیا دارالعمل ہے، دارالجزاء نہیں۔ مگر پھر بھی صدقہ کا اثر دنیا میں ظاہر ہوگا کہ مال میں نقصان نہ ہوگا اور برکت وغنائے نفس اسے میسر ہوگا۔ تجربہ اس کا شاہد ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک شخص قبر سے خالی ہاتھ، ننگے سر اور پاؤں اٹھایا جائے گا، پھر خداوند تعالیٰ کے پاس پیش ہوگا، بیچ میں ترجمان ہوگا نہ کوئی وکیل صفائی نہ کوئی ساتھی اور غمخوار جس کی وجہ سے رعب وہیبت کم ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کے ساتھ خود ہی حساب وکتاب فرمائے گا۔ یہ شخص ہر طرف دیکھے گا۔ دائیں بائیں سامنے پیچھے ہر طرف جہنم میں محصور ہوگا یہ بے چارہ اب سوچے گا کہ کیا کیا جانے کوئی مددگار نہیں۔ اتنے میں جہنم کی آگ کے سامنے کھجور کا ایک ٹکڑا اس پر بن جائے گا جو آگ کو اس سے چھونے بھی نہ دے گا، ایسے وقت کے لئے حضورِ اقدسؐ فرماتے ہیں۔ اتقوا النار ولو بشق تمرة۔ آگ سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے سے کیوں نہ ہو

اس ارشاد کا دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ اگر کسی مسلمان کا آدھی کھجور کے برابر بھی حق مارا ہے۔ تو اگر اسے واپس کردو تو آگ سے بچ جاؤگے ورنہ آگ کے لئے تیار رہو۔ ہمارا نفس ہمیں جہنم میں لے جانا چاہتا ہے۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پکڑ پکڑ کر آگ سے بچا رہے ہیں۔ وکنتم علی شفا حفرة من النار فانقذکم منها اور تم جہنم کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ اللہ تعالےٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپ کو آگ سے بچایا

حضور اقدسؐ کی شفقت و رأفت ہمارے اوپر حد سے زیادہ ہے، مگر وہ بھی فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن دیگر امتوں کے اعمال و عبادات پیش ہوں گے کسی نے ہزاروں سال عبادت کی ہوگی، کسی نے بے شمار حج کئے ہوں گے، کسی نے زندگی بھر جہاد کیا ہوگا۔ کہیں ایسا نہ ہو تم اس حال میں پیش ہو جاؤ۔ کہ تمہاری گردنوں پر دوسروں کا اونٹ گھوڑا، بھیڑ، کسی کی جان، کسی کی چادر کپڑا، کسی کا مال و دولت ہو اور پھر مجھے پکارو کہ یا رسول اللہ اغثنی اے اللہ کے رسول میری مدد کر مگر میں اس وقت کہوں گا کہ میں کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ کیا میں نے نیکی اور بدی کے احکام تمہیں نہیں پہنچائے تھے۔ تمہارے پاس کتاب و سنت اور نیک لوگوں کے مواعظ و نصائح نہیں پہنچے تھے۔ کوئی کہے گا کہ اس نے چوری کی دوسرے کا فصل کاٹا کسی کا حق مارا، تو یہ تمہاری رسوائی ہوگی دوسری امتوں کے سامنے، کہ وہ تو نیک اعمال اور کارنامے حضرت حق جل مجدہٗ کی بارگاہ میں پیش کریں اور

اور تم بدکاریوں کے کارنامے۔

قربان جائیے۔حضرت رابعہؒ بصریہ عدویہ سے دن رات میں ہزار رکعت نفل پڑھا کرتی تھیں۔آج کل کی عورتیں فرض نماز نہیں پڑھتیں۔کسی نے ان سے کہا کہ تو تو بڑی خوش قسمت ہے کہ جنت میں جائے گی، دن رات بندگی میں مشغول رہتی ہو، انہوں نے فرمایا کہ یہ اللہ کی مرضی ہے کہ جنت بھیجے یا دوزخ میں۔ عبادت اس وجہ سے نہیں کرتی کہ مجھے تو مذکورہ حدیث یاد آتی ہے۔رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن ہماری وجہ سے پریشانی اور تکلیف نہ ہو، اور ان کی انتہائی عظمت پر دھبہ نہ لگے بلکہ قیامت کے دن آواز ہو کہ حضورؐ کی امت کی ایک عورت اور ایک روحانی بیٹی نے دن رات میں اتنی عبادت کی، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور روحانی عظمت اور بھی چمک اٹھے۔چھوٹوں کی برائی پر بڑوں کو سخت صدمہ ہوتا ہے واللہ العظیم ہماری برائیوں اور بدکرداریوں کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمہ پہنچ رہا ہے۔پھر شفاعت کی امید کس طرح رکھیں، غرض صحابہؓ نے صدقات دینے میں ایک دوسرے پر سبقت لی۔جو کچھ بھی طاقت ہوتی، اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ دینے سے دریغ نہ کیا۔بخاری شریف میں تفصیلات موجود ہیں۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض غزوات کے لئے چندہ دینے کا اعلان فرمایا تو حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف جیسے تونگر حضرات ہزاروں دے دیتے اور کسی کے پاس کوڑی بھی نہ ہوتی تو صبح سے شام تک سامان کی ڈھلائی کرتے، مزدوری کر لیتے شام کے وقت مزدوری میں جو چند کھجوریں مل گئیں وہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لا کر جہاد کے لئے پیش کر دیں کہ جہاد کے لئے یہی قبول فرمائیں۔بعض نے رات بھر ایک ایک چھوہارہ پر ایک ایک ڈول نکالنے کی مزدوری کی اور صبح کی نماز میں حضور اقدسؐ کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے اپنی رات بھر کی کمائی پیش کر دی۔

پھر اس انفاق فی سبیل اللہ اور ایثار کی برکت سے ایسا وقت آیا، کہ ان کے گھروں میں ایک ایک لاکھ پڑا رہا۔ امام بخاریؒ نے مال جہاد کی برکت پر مستقل باب باندھا ہے۔حضرت زبیرؓ پر ۲۲ لاکھ قرضہ تھا، قرض اتارنے کے لئے کچھ زمین بیچنی چاہی تو ۵ کروڑ ۹۸ لاکھ اس کی قیمت نکلی۔لوگ امانات رکھتے تو حضرت زبیرؓ حفاظت کے خیال سے اسے بطور قرض رکھ لیتے۔حضرت زبیرؓ کا کام ہی جہاد کرنا تھا، تو صحابہؓ کی قربانیوں کا ثمرہ انہیں دنیا میں بھی ملا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فارس و روم کے خزانوں کی کنجیاں ہاتھ میں دی گئیں اور وہ خزانے بہت جلد حضورؐ کی امت میں آئے۔

دوسری چیز حضور اقدس نے یہ ارشاد فرمائی، کہ کسی کے زور و ظلم اور زیادتی کرنے پر عفو و درگزر کرنے سے بے عزتی نہیں ہوتی، بلکہ اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھا دیتے ہیں کسی نے تم پر ظلم کیا، مارا پیٹا، گالی دی۔بے ادبی کی، تم نے اسے معاف کر دیا۔ہمارے پٹھان کہتے ہیں کہ اس سے ناک کٹتی ہے۔یہ پٹھانیت نہیں، جہنمیت ہے۔کتا اگر کسی کو کاٹے اور یہ بھی اسے کاٹے تو کیا یہ عزت ہوگی یا ذلت۔تم بندوں کو معاف کر دو خدا تمہیں معاف کر دے گا۔اگر کسی کو معافی نہ دو تو خدا سے کیسے عفو کے طلبگار ہو۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: صل من قطعك واعف عمن ظلمك واحسن الی من اساء الیك۔جو تم سے الگ رہنا چاہے تم اس سے صلہ رحمی کرو۔ظالم کو معاف کرو، جو تم سے برائی کا سلوک کرے، تم اس سے بھلائی کرو۔

عفو کی برکت سے لوگوں اور دشمن کے دلوں میں بالآخر تمہاری عزت بیٹھ جائے گی۔ان کی دشمنی دوستی میں بدل جائے گی، وہ خود زیادتی پر نادم اور شرمندہ ہو جائیں گے۔تو عفو اور درگذر کی خاصیت بالآخر مقرر ہوتا ہے۔

تیسری چیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ کسی نے اللہ کے لئے تواضع عاجزی اور مسکینی اختیار نہیں کی۔مگر اللہ تعالیٰ اسے رفعت اور سربلندی عطا فرماتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے تمہیں عزت دی حکومت دی، دولت دی، عہدہ عطا فرمایا تو تم اس وقت متکبر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے نفس کو نیچا کر دو عربی مقولہ ہے: الوضیع اذا ارتفع تکبر۔کمینہ شخص جو اونچا ہو جائے تو متکبر ہوتا ہے۔شریف جتنا بڑھتا ہے۔ اتنا ہی اپنے آپ کو کمتر سمجھنے لگتا ہے جس نے تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ اسے اونچا کر دے گا۔جس نے کہا "میں ہوں" تو ہندوستان میں کہا کرتے ہیں کہ "میں کے گلے چھری" انانیت اور غرور کا انجام ہلاکت ہوتا ہے۔جس نے غرور کیا، سمجھ لیں کہ وہ مٹے گا۔محمود غزنویؒ کا غلام ایازؒ جسے سلطانؒ نے قدر و منزلت کی وجہ سے بڑا درجہ دیا تھا، کہا کرتا تھا کہ "ایاز قدر خود بشناس۔ایک دفعہ وزراء نے اعتراض کیا کہ بادشاہ سلامت ایاز کی کیوں اس قدر عزت فرماتے ہیں۔محمود غزنویؒ نے کہا اس کا جواب ختم اجلاس پر دیا جاویگا اجلاس کے بعد ایاز اپنے کمرہ میں پہنچا اور شاہی خلعت اتار دیتا، قد آدم آئینہ سامنے رکھتا۔اور پہلے وقت کے پھٹے پرانے کپڑوں کو پہن کر اپنے نفس کو خطاب کرنے لگتا کہ ایاز تو غرور میں نہ آنا۔تم اس لباس میں غلامی کیا کرتے تھے۔ایاز قدر خود بشناس۔آج جو شاہی لباس پہنے ہو اور شاہی دربار میں تجھے قدر و منزلت حاصل ہے یہ محض خداوند کریم کے کرم اور محمود غزنویؒ کی ذرہ نوازی ہے۔ایاز اپنے آپ کو نہ بھولنا۔محمود غزنویؒ مع وزراء دریچہ میں چھپ کر دیکھتے تھے۔وزراء سے کہا کہ ایاز کے اس پاکیزہ اخلاق کی وجہ سے میں اس کی قدر کرتا ہوں۔

حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص پیشاب کے دو قطروں سے پیدا ہوا ہو اور فی الحال نجاستوں کا حامل ہو، اور فی المآل جس کی انتہا یہ ہو کہ گل سڑ کر بدبودار ہو جائے کیڑے اسے کھائیں۔وہ کیوں بڑائی کرنے لگے۔اور تکبر کیوں کرے۔تو انسان کا یہ ابتداء و انجام ہے تو غرور کس چیز پر ہے۔اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری ہر حال میں ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بہترین اعمال پر چلنے کی توفیق دے اور ان کی برکات و اثرات سے ہمیں مالامال کر دے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین:۔

بقیہ : حضرت آدم علیہ السلام

البدایۃ والنہایۃ میں اس کو بڑے شرح و بسط سے بیان کیا ہے اور تمام اقوال کے مفصل دلائل اور نظائر کو بھی نقل کیا ہے۔ تفصیل دیکھنے کے لئے اس کی مراجعت کرنی چاہئے۔

بہرحال حقیقت حال کا عالم تو خدا ہی ہے لیکن دلائل و براہین کے دیکھنے کے بعد میری رائے تو یہی ہے کہ یہ معاملہ بلاشبہ جنت الماویٰ ہی میں پیش آیا ہے۔ اور کھانے سونے اور شیطان کے وسوسہ ڈالنے کے تمام معاملات جنت الماویٰ میں اس وقت پیش آئے ہیں جب کہ انسان ابھی عالم تکلیف میں نہیں آیا تھا۔ پس یہ جو کچھ ہوا مشیت الٰہی کی حکمت بالغہ کے زیر اثر اس لئے ہوا کہ یہ تمام تکوینی امور انسان کے زمین پر آباد ہونے اور خلافت الٰہیہ کے حقدار بننے کے لئے ضروری تھے۔

(باقی آئندہ)

واہ کینٹ میں درس قرآن کیساتھ ساتھ
درس حدیث کا افتتاح

قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب ہر ماہ کے آخری اتوار صبح دس بجے کیمبلپور سے تشریف لا کر بنگلہ ۱۵ جناح روڈ درس قرآن دیا کرتے ہیں جو خدام الدین میں بھی چھپتا رہتا ہے۔ اور ہر سال کے آخر میں بارہ درسوں کا مجموعہ کتابی شکل میں بھی شائع کیا جا رہا ہے۔ پہلا مجموعہ نومبر ۱۹۶۴ء سے اکتوبر ۱۹۶۵ء تک کے درسوں پر مشتمل ہے اور ہدیہ ۲ روپے ہے۔ دوسرے سال کا مجموعہ نومبر ۱۹۶۵ء سے اکتوبر ۱۹۶۶ء تک کے درسوں پر مشتمل ہے اور ہدیہ ۲ روپے ہے تیسرے سال کا مجموعہ نومبر ۱۹۶۶ء سے اکتوبر ۱۹۶۷ء تک کے درسوں پر مشتمل انشاء اللہ ماہ نومبر میں شائع ہو رہا ہے۔ درس کی تیسری سالگرہ انشاء اللہ ۲۶ / نومبر ۱۹۶۷ء کو منائی جائے گی جس میں حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب اور حضرت مولانا قاضی عبد اللطیف صاحب جہلم والے تشریف لائیں گے۔

اس مبارک موقع پر درس کے سرپرست حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی درس حدیث کا افتتاح فرمائیں گے اور پھر انشاء اللہ ہر ماہ قاضی زاہد الحسینی صاحب درس قرآن کے بعد درس حدیث بھی دیا کریں گے۔

احقر۔ محمد عثمان غنی بی اے

بقیہ صفحہ ۱۹ سے آگے

قتل کراؤ میں تمہارا قرض اتار دوں گا۔ اور تمہارے بال بچوں کا خرچ اٹھاؤں گا۔ عمیر نے تلوار زہر میں بجھائی۔ اور اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ پہنچا۔ وہاں اس پر حضرت عمرؓ کی نظر پڑ گئی۔ چنانچہ انہوں نے پکڑ کر حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیا آپ نے فرمایا۔ اسے چھوڑ دو۔ عمیر نے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ اُس نے جواب دیا۔ قیدی چھڑانے کے لئے آپؐ نے فرمایا، تو پھر یہ تلوار کس لئے لائے ہو؟ عمیر نے کہا۔ تلوار نے ہمارا پہلے کون سا کام کیا ہے۔ جو راب کرے گی۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا سچ کہتے ہو؟ بولا ہاں سچ کہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ صفوان سے تمہاری کیا گفتگو ہوئی تھی؟ کیا اُس نے تیرے قرض اور تیرے بال بچوں کے خرچ کا ذمہ اٹھا کر تجھے میرے قتل کے لئے نہیں بھیجا۔ عمیر نے تسلیم کیا۔ اور کہا کہ اس کا علم میرے اور صفوان کے سوا کسی اور کو نہ تھا۔ آپؐ بے شک نبی ہیں۔ میں اسلام لاتا ہوں آپؐ نے اُسے معاف کر دیا۔

(باقی پھر)

عظیم اجتماع

مدرسہ جامعہ حنفیہ تعلیم القرآن والحدیث شاہی جامع مسجد کھروڑ پکا کی طرف سے بتواریخ ۸، ۹، ۱۰ / رجب المرجب ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۳، ۱۴، ۱۵ / اکتوبر ۱۹۶۷ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار کو منعقد ہو رہا ہے جس میں حضرت مولانا سید شمس الحق افغانی، حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی حضرت مولانا مفتی محمود، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی حضرت مولانا محمد علی جالندھری، حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری، حضرت مولانا دوست محمد قریشی، حضرت مولانا عبد الشکور دین پوری، حضرت مولانا محمد لقمان علی پوری، حضرت مولانا عبد القادر آزاد، حضرت مولانا ڈاکٹر مناظر حسین نظر و دیگر علمائے کرام و مشائخ عظام تشریف لائیں گے۔ (محمد سعید مہتمم مدرسہ جامعہ حنفیہ)

فصیح البیان

حضرت مولانا قاری عطاء اللہ بغدادی موضع بلو وال ضلع سیالکوٹ میں ۱۳ / اکتوبر ۱۹۶۷ء بعد از نماز عشاء توحید خداوندی کے عنوان پر خطاب فرمائیں گے۔

جلسہ

اسلامی مشن پاکستان رجسٹرڈ بہاولپور کا چوتھا عظیم الشان جلسہ بتاریخ ۱۱، ۱۲، ۱۳ / اکتوبر ۱۹۶۷ء بمطابق ۶، ۷، ۸ / رجب ۱۳۸۷ھ بروز بدھ جمعرات جمعہ دارالعلوم اسلامی مشن پاکستان رجسٹرڈ ماڈل ٹاؤن اے کے وسیع و عریض میدان میں منعقد ہو رہا ہے جس میں حضرت مولانا شمس الحق افغانی، حضرت مولانا محمد علی جالندھری، حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی، حضرت مولانا دوست محمد قریشی، حضرت مولانا عبد الرحمن جامی، حضرت مولانا کوثر نیازی، حضرت مولانا عبد الشکور دین پوری، حضرت مولانا فاضل حبیب اللہ، حضرت مولانا ڈاکٹر مناظر حسین نظر، حضرت مولانا ضیاء القاسمی، حضرت القاری محمد عبد القادر حضرت مولانا محمد موسیٰ خاں صاحب، حضرت مولانا قاری محمد حنیف، حضرت مولانا محمد یوسف، حضرت مولانا عبد الخالق شاعر اسلام سید امین گیلانی، صوفی محمد بخش۔ قاری مشتاق احمد شرکت فرما رہے ہیں

محمد عبد القادر آزاد سیکرٹری اسلامی مشن پاکستان

جلسہ

مدرسہ احیاء العلوم رجسٹرڈ منڈی حاصل پور کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۸، ۹، ۱۰ / رجب ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۳، ۱۴، ۱۵ / اکتوبر ۱۹۶۷ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار منعقد ہو رہا ہے جس میں حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا سید عطاء المنعم شاہ بخاری، مولانا مناظر حسین نظر ایڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین، جناب قاری نور الحق ایڈووکیٹ، مولانا عبد اللہ صاحب ساہیوال، مولانا عبد العزیز مولانا حبیب اللہ ناظم جامعہ رشیدیہ، مولانا عبد الشکور دین پوری مولانا سید نیاز احمد شاہ، مولانا محمد شریف، شاعر اسلام سید امین گیلانی نعت خواں عبد الکریم خاں کی شرکت فرمائیں گے۔

مدرسہ اسلامیہ احیاء العلوم رجسٹرڈ منڈی حاصل پور عرصہ پانچ سال سے علاقہ بھر میں دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس وقت مدرسہ میں پونے دو صد سے زائد طلبا و طالبات پانچ اساتذہ کی زیر نگرانی قرآن مجید حفظ و ناظرہ، عربی، فارسی اور درجہ پرائمری کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن میں سے پچاس طلبہ بیرونی ہیں جن کے قیام و طعام اور لباس و کتب کا مدرسہ کفیل ہے۔ مدرسہ کے سالانہ حسابات گورنمنٹ کے منظور شدہ چارٹرڈ اکاونٹنٹ سے آڈٹ کرائے جاتے ہیں۔ (مہتمم مدرسہ)

قابل تبریک اقدام

منتظمین جامعہ اشرفیہ لاہور نے محکمہ اوقاف کے اس اعلامیہ پر مسرت کا اظہار کیا ہے کہ نماز میں پڑھی جانے والی آیات مبارکہ کے ترجمہ سے خارج نماز عوام کو آگاہ کیا جائے۔

منتظمین جامعہ اوقاف کے اس اقدام پر حکومت پاکستان نیز محکمہ اوقاف کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اور آئمہ کرام اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس اعلامیہ پر مکمل مکمل طور پر عمل پیرا ہوں۔

بچوں کا صفحہ

اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

محمد سلیم ضیاء لاہور

(۲)

۱۲۔ رقت رسول پاکؐ بہت رقیق القلب تھے۔ آپؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کا بچہ مرنے لگا۔ تو انہوں نے آپؐ کو بلایا۔ آپؐ تشریف لے گئے بچہ دم توڑ رہا تھا۔ آپؐ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے۔

آپؐ کے بچے ابراہیمؑ پر نزع کی حالت طاری تھی۔ اُسے اُٹھا کر گود میں لے لیا۔ اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف آپؐ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ کی یہ حالت ہے؟ فرمایا "یہ رحمت ہے"

۱۳۔ سخاوت اپنی ضروریات سے بچا کر کسی شخص کی مدد کرنا سخاوت ہے۔ اگر اپنی ضرورت کو چھوڑ کر کسی کی مدد کی جائے تو یہ حد درجہ کی سخاوت ہے۔ سخاوت صرف کھانا کھلانے اور کپڑا پہنانے میں ہی نہیں ہے بلکہ زندگی کے ہر کام میں انسان... ضرورتمند کی مدد کرے تو یہ سخاوت ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلعم نے یہی تعلیم دی ہے۔

حضورؐ کی سخاوت و فیاضی کا یہ عالم تھا۔ کہ عمر بھر کبھی کسی سائل کو نفی میں جواب نہ دیا۔ اگر نہ ہوتا تو خاموش رہتے۔

ایک مرتبہ ایک شخص آیا۔ اور دیکھا کہ آپؐ کے پاس بکریوں کا بھاری ریوڑ ہے۔ اُس نے ریوڑ مانگ لیا۔ آپ نے بے تکلف دے دیا۔ اس نے جاکر اپنے بھائی بندوں سے کہا کہ اسلام قبول کر لو۔ حضور محمد صلعم اتنے فیاض ہیں۔ کہ مفلس ہو جانے کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔

ایک شخص کو کسی چیز کی ضرورت تھی۔ آپ کی خدمت میں اس کا سوال لے کر آیا۔ آپ کے پاس اس وقت کچھ نہ تھا۔ فرمایا۔ میرے نام پر ادھار خرید لو۔ جب میرے پاس کچھ آیا۔ تو حساب چکا دوں گا

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ سے اونٹ خریدا۔ پھر اسے حضرت عمرؓ کے بیٹے عبداللہ کو عطیے کے طور پر دے دیا۔ ایسا ہی واقعہ ایک دفعہ ایک اور صحابیؓ کے ساتھ بھی پیش آیا تھا

۱۴۔ سوال، غیبت اور قبول احسان

آپؐ سوال کو بہت بُرا سمجھتے تھے ایک مرتبہ حضرت ابو ذرؓ سے فرمایا۔ ایسی بیعت کرو گے جس کے بعد سیدھے جنت میں جاؤ؟۔ ابوذرؓ نے ہاتھ بڑھایا۔ تو فرمایا کسی سے سوال نہ کرو۔ اگر سواری میں کوڑا گر جائے تو کسی سے نہ کہو کہ اٹھا دے خود اترو اور اٹھاؤ" اسی طرح غیبت اور عیب جوئی کو بہت بُرا جانتے تھے کسی کا احسان قبول کرنا بھی گوارا نہ تھا۔

ہجرت کے لئے نکلے تو حضرت ابوبکرؓ نے دو اونٹ پال رکھے تھے ایک آپؐ کے لئے اور ایک اپنے لئے۔ رسول پاکؐ نے جب تک قیمت چکا نہ لی۔ اونٹ نہ لیا۔

۱۵۔ اللہ تعالےٰ سے لگاؤ

حضرت رسول کریمؐ کا دل شروع ہی سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور یاد سے لبریز تھا۔ آپؐ کی طبیعت کا کسی ایسی چیز کی طرف میلان نہ ہوتا تھا۔ جو اللہ تعالےٰ کی یاد سے غافل کر دے۔

آپؐ اللہ تعالےٰ کے محبوب تھے۔ اور کائنات کے سردار تھے۔ آپؐ تمام گناہوں سے پاک تھے۔ تاہم محبت الٰہی کی خاطر آپؐ رات کا بھی اکثر حصہ عبادت میں گزار دیتے رات کو نماز میں اتنی دیر تک کھڑے رہتے۔ کہ پاؤں سوج جاتے

حضور کو بے مثال کامیابیاں عطا ہوئیں۔ لیکن آپؐ کے دل میں قطعاً غرور نہ آیا۔ جب فتحؐ کی خوشخبری آتی۔ تو اللہ تعالےٰ کے حضور میں سجدہ شکر ادا کرتے۔

آنحضرتؐ کی ساری زندگی ذکر الٰہی سے معمور رہی۔ اللہ تعالےٰ کی محبت اور اُس کی یاد سے آپ کو سکون حاصل ہوتا تھا۔ نماز یاد الٰہی کی عمدہ ترین صورت ہے۔ اس لئے فرمایا کرتے تھے۔ کہ نماز میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔

۱۶۔ زندگی حضور بڑی سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ مسلمانوں کے لئے حضورؐ کی زندگی ایک ایسا نمونہ ہے۔ جس سے دنیا میں بھی فائدہ ہے۔ اور دین میں بھی۔ آپ چاہتے بھی تو دنیا کے دوسرے بادشاہوں کی طرح قیمتی محل تیار کرواتے۔ ہیرے جواہرات سے سجا ہوا دربار لگاتے۔ مگر آپؐ نے سادہ زندگی اختیار کی۔

اسلامی فتوحات سے روپیہ پیسہ، اونٹ گھوڑے سبھی کچھ آپ کی خدمت میں آیا۔ مگر آپؐ نے غریبوں میں بانٹ دیا آپؐ کے گھر میں کوئی نوکر نہ تھا

۱۷۔ رحم دلی حاتم طائی عرب کا مشہور سخی ہوا ہے۔ ایک جنگ میں اس کی لڑکی گرفتار ہو کر آئی وہ کافر تھی۔ اس نے عرض کیا۔ میرا باپ سخی تھا۔ لوگوں پر رحم کیا کرتا تھا۔ آپ مجھ پر رحم فرمائیے۔ حضور خاموش رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اُسے رہا کر دیا۔ اور واپس اُس کے گھر پہنچانے کے لئے سواری کا انتظام بھی کر دیا۔

۱۸۔ عفو (معاف کرنا) کسی کا قصور معاف کرنا بہت بڑی نیکی ہے صرف نبی کریمؐ نے اپنی ذات کی خاطر کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا دشمنوں سے بھی درگزر فرماتے۔

بدر کی جنگ میں کافروں کے ستّر آدمی مارے گئے تھے۔ جن میں بڑے بڑے سردار بھی تھے۔ چند روز بعد مکہ کے ایک مشرک رئیس صفوان نامی نے ایک شخص عمیر بن وہب سے کہا۔ کہ تم مدینہ جاؤ اور چپکے سے حضرت محمدؐ صلعم کو

(باقی ص۱۸)

۶ اکتوبر ۱۹۶۷ء

۲۰

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

منظور شدہ محکمۂ تعلیم

(۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱-۲۸۴ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۹/۶/۶۷۹-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲ G/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

حضرت بلال رضؓ حبشی

حافظ نور محمد انور

ارفع واعلیٰ ہے تیرا دونوں عالم میں مقام
تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام اے عاشقِ خیر الانامؐ

موجزن تھا دل میں تیرے اس قدر عشقِ نبیؐ
کافروں کے ظلم سے بھی تو نہ گھبرایا کبھی

بے گماں تجھ پہ کئے کفار نے ظلم و ستم
بایقیں صابر رہا تو اے بلالِؓ محترم

زندگی بھر تو رہا پروانۂ شمعِ رسولؐ
تیرے دم سے دینِ قیّم کے ہوئے زندہ اصول

ہمتِ صدیقؓ سے جب تجھ کو آزادی ملی
مفخرِ احرار تھا تو پھر بہ اشفاقِ نبیؐ

گونجتی تھی جب جہاں میں تیری آوازِ اذاں
کفر کی دنیا لرز اٹھتی تھی اس دم بے گماں

زیرِ ظلِّ مصطفےٰؐ تو دائما شاداں رہا
دہ شہِ کونین تجھ پر عمر بھر نازاں رہا

پا گئے جب سرورِ کونین دنیا سے وصال
تیرے دل کو اس قدر اس کا ہوا حزن و ملال

ہو گیا اس دم مدینے سے روانہ سوئے شام
اور دمشقِ انبیاء میں زندگی کر دی تمام

دل سے انور کے کوئی پوچھے تیری عظمت بلالؓ
دین و دنیا میں ہیں تیرے کارنامے بیمثال

•

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا